عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد نمبر ۱۹ | ۱۳ تا ۱۹ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ تا ۱۶ نومبر ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۲۵

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org
http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

قادیانیت کے بانی و خلیفہ تصوّرِ نبوّت تک سے بے خبر ہیں

شہیدِ ختمِ نبوتؒ کی یادگار تقریر

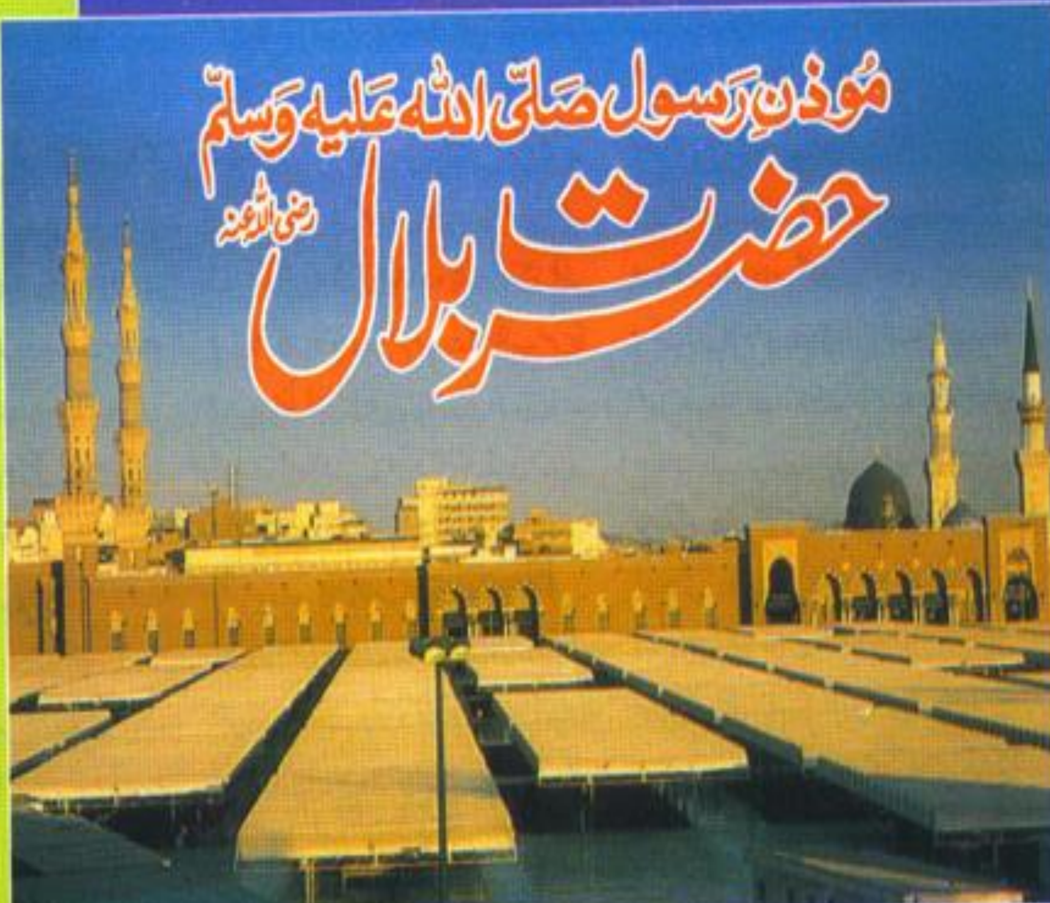

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس

اسلامی ثقافت اور معیاری ذوق کا آئینہ دار

گوہر شاہی کو انسدادِ دہشت گردی عدالت میرپور خاص سے سزا

مقدمے کا مکمل متن

قیمت : ۵ روپے

س: ...... (۳) مذہبی کتب میں اور علماء کرام کی تحریروں میں یہ بات موجود ہے کہ ایک مٹھی سے کم کو کسی نے جائز نہیں کہا اور اس پر اجماع ہے، لیکن علامہ عینیؒ "عمدۃ القاری کتاب اللباس باب تقلیم الاظفار" میں توفیق لحیہ کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام طبریؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی دلیل ثابت ہے کہ (داڑھی بڑھانے کے متعلق) حدیث کا حکم عام نہیں بلکہ اس میں تخصیص ہے، اور داڑھی کا اپنے حال پر چھوڑ دینا ممنوع اور اس کا ترشوانا واجب ہے۔ البتہ سلف میں اس کی مقدار اور حد کے معاملے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا اس کی حد لمبائی میں ایک مٹھی سے بڑھ جائے اور چوڑائی میں بھی پھیل جانے کی وجہ سے بری معلوم ہو...... بعض اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ لمبائی اور چوڑائی میں کم کرائے بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہوجائے۔ اسی کے بعد فرماتے ہیں: اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرف عام سے خارج نہ ہوجائے۔

ج: ...... (۳) جن مذہبی کتابوں میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک قبضہ سے کم کرنے کو کسی نے بھی مباح نہیں کہا اور یہ کہ اس پر اجماع ہے، یہ نقل بالکل صحیح ہے، چنانچہ ائمہ فقہا کے جو مذاہب مدون ہیں۔ یا جن کے اقوال کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں۔ ان سب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کا قبضہ سے کم کرنا حرام ہے، جہاں تک علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا تعلق ہے، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی تلخیص کی ہے اور آپ نے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا خلاصہ نقل کردیا ہے۔ بہر حال اس میں دو باتیں قابل توجہ ہیں:

اول: یہ کہ آپ کی نقل کردہ عبارت میں جو دو قول نقل کئے گئے ہیں، ان پر ظاہری نظر ڈالنے سے یہ شبہ ہوتا ہے (اور یہی شبہ آپ کے سوال کا منشا ہے) کہ پہلا فریق تو داڑھی کی حد ایک قبضہ مقرر کرتا ہے اور زائد کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے اور دوسرا فریق قبضہ سے کم کو بھی کاٹنے کی اجازت دیتا ہے۔ "بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہوجائے" مگر عبارت کا مطلب صریحاً غلط ہے۔ جیسا کہ میں اوپر بتاچکا ہوں سلف میں سے کسی سے بھی قبضہ سے کم داڑھی کاٹنے کی اجازت منقول نہیں، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اختلاف نقل کیا ہے وہ مافوق القبضہ میں ہے، اور ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض سلف نے تو کاٹنے کی صاف صاف حد مقرر کردی، قبضہ سے زائد کو کاٹ دیا جائے، گویا ان حضرات کے نزدیک داڑھی بس ایک قبضہ تک رکھی جائے، زیادہ نہیں۔ اس کے برعکس بعض اس کی تعیین نہیں کرتے کہ داڑھی بس ایک ہی قبضہ رکھی جائے، وہ قبضہ سے زیادہ رکھنے کے قائل ہیں البتہ طول و عرض سے معمولی تراشنے کی اجازت دیتے ہیں، بشرطیکہ یہ تراش خراش ایسی نمایاں نہ ہو کہ جس سے داڑھی چھوٹی نظر آنے لگے، پس سلف کا یہ اختلاف بھی قبضہ سے زائد کے تراشنے نہ تراشنے میں ہے۔ قبضہ سے کم میں نہیں۔

دوسری قابل توجہ بات علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے:

جس کا ترجمہ آپ نے یہ نقل کیا ہے کہ

"اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرف عام سے خارج نہ ہوجائے۔"

دیکھنا یہ ہے کہ یہ "عرف الناس" جس کو آپ نے عرف عام سے تعبیر فرمایا ہے کہ اس سے کن لوگوں کا عرف مراد ہے؟ کیا ایسے معاشرہ کا عرف جو صحیح اسلامی معاشرہ کی عکاسی کرتا ہو؟ یا ایسے معاشرہ کا عرف جس پر فسق و فجور اور ہوائے نفس کا غلبہ ہو؟ غالباً سوال لکھتے وقت آنجناب کے ذہن میں عرف عام کی یہی دوسری صورت ہوگی۔ لیکن اگر آپ ذرا سی توجہ سے کام لیتے تو واضح ہوجاتا کہ یہاں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ سلف کے مسلک میں گفتگو کررہے ہیں اور سلف صالحین کا لفظ عموماً صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے لئے استعمال ہوتا ہے، اس لئے اس عبارت میں انہی کا عرف عام مراد ہے۔ انہی کا عرف صحیح اسلامی معاشرہ کی نمائندگی کرتا ہے اور انہی کے عرف کو بطور سند اور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے اور کیا جاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ بات کیا نکلی؟ بات یہ نکلی کہ صحابہؓ و تابعینؒ کے دور میں عام طور سے جتنی داڑھی رکھنے کا رواج تھا اس سے کم کرنا سلف کی اس دوسری جماعت کے نزدیک جائز نہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ صحابہؓ و تابعینؒ کا عرف عام تو الگ رہا؟ اگر نہیں! تو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ایک قبضہ سے کم داڑھی کرنے کا جواز کیسے نکل آیا؟ بہر حال علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں نہ تو قبضہ سے کم تراشنا مراد ہے اور نہ لوگوں کے عرف عام سے بگڑے ہوئے معاشرے کا عرف عام مراد ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

۱۳ تا ۱۹ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۰ تا ۱۶ نومبر ۲۰۰۰ء

جلد: ۱۹ شمارہ: ۲۵

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد
سرپرست: حضرت مولانا سید نفیس الحسینی

☆ بیاد گار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زرِ تعاون بیرونِ ممالک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۵ روپے سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے

چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ ۳۸۹ کراچی پاکستان ارسال کریں

اس شمارے میں

معین قریشی۔ قادیانیوں اور امریکہ کی غلامی .... (اداریہ) 4
قادیانیت کے بانی خلیفہ تصور نبوت تک سے بے خبر ہیں .... (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ) 6
گوہر شاہی کو انسداد دہشت گردی عدالت میر پور خاص سے سزا .... (مقدمے کا متن قسط ۱) 10
موذن رسولؐ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ .... (جناب محمد فیاض) 14
نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس معیاری ذوق کا آئینہ دار .... (مولانا محمد عمر فاروق شیخ) 19
اخبار ختم نبوت .... چیچہ وطنی، ٹوبہ ٹیک سنگھ، فیصل آباد، راولپنڈی کی تبلیغی سرگرمیاں 23

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہ حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معین قریشی۔ قادیانیوں اور امریکہ کی غلامی

معین قریشی صاحب پاکستان کے امپورٹڈ وزیر اعظم رہ چکے ہیں۔ تین ماہ کی مدت میں انہوں نے جو پاکستان کا حلیہ بگاڑا تھا اس کا ازالہ آج تک نہیں کیا جاسکا۔ نواز شریف کے رخصت ہونے کے بعد جب جنرل پرویز مشرف صاحب نے زمام اقتدار سنبھالی ہے۔ آئی ایم ایف اور اس کے پروردہ غلاموں میں معین قریشی بھی سر فہرست ہیں۔ اور پاکستان کی زمام اقتدار سنبھالنے کے درپے ہیں تاکہ کس طرح اس ملک کے مسلمانوں کا خون چوسا جاسکے اور اس ملک کو تباہی کی طرف لے جایا جاسکے۔ انہوں نے اپنے وزیر اعظم بننے کی شرائط میں جہاں دیگر پاکستان کی تباہی کی باتیں کی ہیں وہاں انہوں نے یہ بھی کہا کہ قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کو ختم کیا جائے۔ جس سے ان کی ذہنیت ابھر کر سامنے آگئی ہے۔ معین قریشی جب گزشتہ دور میں نواز شریف اور بے نظیر کی مشترکہ ایما پر انتخابات کرانے کے لیے عبوری طور پر وزیر اعظم بن کر آئے تو ان کی پاکستانی شہریت تک نہیں تھی اور فوری طور پر پاسپورٹ اور شناختی کارڈ جاری کیا گیا۔ اس وقت بعض لوگوں نے شبہ ظاہر کیا تھا کہ معین قریشی قادیانیوں سے متاثر ہے اور ایم ایم احمد گروپ کی حمایت ان کو حاصل ہے مگر وہ تین ماہ کا عارضی دور تھا اور ان کا ہدف آئی ایم ایف کے لیے رقم بٹورنا تھی۔ اس نے کہا وہ اس کام میں لگے رہے۔ اس وقت ان کی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک اور امریکہ کی طرف جھکاؤ ہے۔ مگر اب انہوں نے اپنا یہ پردہ بھی ختم کر دیا اور واضح طور پر شرط پیش کی کہ قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم واپس لی جائے۔ ہم معین قریشی کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ ملک جس کے حصول کے لیے لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا۔ جس کے لیے اب تک ہزاروں بچیاں سکھوں کے گھروں میں ہیں۔ جس کے لیے ہر مسلمان پوری دنیا میں دعا گو ہے یہ اس لیے حاصل نہیں کیا گیا کہ یہاں پر قادیانیوں' عیسائیوں' یہودیوں کو مسلمانوں پر مسلط کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جائے گی (نعوذباللہ) بلکہ اس لیے حاصل کیا گیا تھا کہ مسلمان اپنے دین پر آزادی سے عمل کریں گے۔ معین قریشی صاحب! اگر آپ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور مسلمان خاندان میں پیدا ہوئے ہیں تو کم از کم آپ کو ایسی بات نہیں کہنی چاہیے تھی۔ آپ نے ایک ارب تیس کروڑ مسلمانوں کی عمومی طور پر اور پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کی خصوصی طور پر دل آزاری کی ہے۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کیا ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ازدواج مطہرات' صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی توہین کرنے والوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والوں کے لیے مسلمانوں کو یہ بھی حق نہیں کہ وہ ان کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیں۔ آپ نے سپریم کورٹ' ہائی کورٹ اور عدلیہ کا مذاق اڑایا ہے۔ آپ نے ان قادیانیوں کی حمایت کی ہے اگر آپ قادیانی نہیں ہیں تو آپ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے نزدیک کنجریوں کی اولاد ہیں اور جنگل کے سور ہیں اور آپ کے پیغمبر ﷺ ان کے نزدیک (نعوذباللہ) مرزا غلام احمد قادیانی سے کمتر ہیں۔ آپ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کریں۔ اگر آپ قادیانی ہو گئے ہیں تو خدا آپ کو ہدایت دے۔ ہم حکومت پاکستان سے یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ معین قریشی کی زبان کو لگام دے۔ اگر معین قریشی کے ذریعہ ملک کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تو قوم کسی صورت میں نہ ان حکمرانوں کو معاف کرے گی اور نہ ہی معین قریشی کو وزیر اعظم بننے دیا جائے گا۔ پاکستان کے مسلمانوں کو امریکہ اور قادیانیوں کے غلام منظور نہیں۔ ایسے شخص کی پاکستانی شہریت پاکستانی مسلمانوں کے لیے باعث شرم ہے۔ ایسا شخص ملک و ملت کے لیے ننگ قوم کی حیثیت رکھتا ہے۔ فوری طور پر اس کی نہ صرف شہریت منسوخ کی جائے بلکہ اس کو ملک بدر کیا جائے۔ اس سے پہلے کہ مسلمانان پاکستان کی اس پر سرزمین تنگ کر دیں اور اس کو پاکستان سے نکال دیا جائے۔

مرزا طاہر۔ بلی تھیلے سے باہر آگئی

ہم تو شروع سے ہی یہ کہتے آئے ہے کہ مرزائی اسرائیل اور یہودیوں کے آلہ کار ہیں اور ان کا مرکز اسرائیل میں ہے لیکن سادہ لوح مسلمان اور امریکی ذہنیت رکھنے والے حکمران اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے بلکہ حقائق کو مسخ کرتے ہیں۔ ہم اس سے قبل بھی اسرائیل میں قادیانی مرکز اور اس کے سربراہ کی ملاقات کے ثبوت حکمرانوں کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔ مرزا طاہر صاحب جن کو اپنی عقل اور طاقت پر بہت زیادہ ناز ہے اور سیٹلائیٹ اور انٹرنیٹ پر وہ بہت زیادہ اچھلتے کودتے ہیں اور اس کو اپنی حقانیت سمجھتے ہیں اور ایک دفعہ نشتر کالج کے طلبا پر حملہ کر کے چناب نگر کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی بھی کوشش کر چکے ہیں۔ انہوں نے کھل کر اسرائیل کی حمایت میں بیان دے کر اسرائیل کی کھل کر حمایت اور این جی اوز کی تائید نے قادیانیت کو مزید واضح کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی ہمارے حکمرانوں کی آنکھوں اور کانوں پر پردہ پڑا رہے تو انتہائی افسوس کا مقام ہے۔ قادیانیوں کی حمایت کرنے والے گروہوں کی بھی اب آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ کیا اسرائیل کی حمایت کرنے والے مسلمان یا پاکستان کے مخلص ہو سکتے ہیں؟ ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اسرائیل کی حمایت کرنے پر مرزا طاہر کے خلاف غداری کا مقدمہ چلایا جائے۔

مولانا محمد امین اوکاڑوی۔ راہ وفا کی طرف روانہ ہو گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

بروز منگل شعبان ۳۱ / اکتوبر ۲ شعبان کا چاند اپنی برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ طلوع ہوا ہی تھا اور مسلمان' رمضان المبارک کی تیاری میں مصروف ہونے لگے تھے۔ طلباء علوم دین باطل فرقوں کے رد کے لیے کورس کی تیاری کے لیے مصروف عمل تھے اور اکابر علماء کرام خاص کر مولانا محمد امین صفدر سے فیوضات و برکات کے حصول کے منتظر تھے کہ راہ وفا کے تھکے ہوئے مسافر کو اللہ تعالیٰ نے ابدی راحت و آرام کے لیے اپنے پاس بلا کر بشارت دے دی۔ "بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہوتا ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں۔" اس طرح ہزاروں طلباء علوم دین اپنے محبوب بزرگ کی زیارت اور حصول فیوضات سے محروم ہو گئے۔ جامعہ بنوری ٹاؤن اور دیگر مدارس کی مسند علوم کی رونق ختم ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہر شخص کو اس دنیا سے رخصت ہونے کے قانون کے مطابق مولانا محمد امین صفدر کو بھی اس دنیا سے تشریف لے جانا تھا مگر جب ایسی ہستی جس کی قوم کو سخت ضرورت ہو اور وہ ایسے موقع پر رخصت ہو جائے تو قوم ویران وادیوں میں بھٹکنے والوں کی سی کیفیت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ حضرت مولانا محمد امین صفدر علماء دیوبند کے سرخیل اور باطل قوتوں کے لیے تیغ بے نیام تھے۔ آپ میں سادگی اور دینی حمیت و غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ حضرت مولانا تقی عثمانی اور شہید ختم نبوت' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جس انداز سے آپ کا احترام فرماتے تو وہ آپ کے عالی شان کی بہت بڑی دلیل تھی۔ مسلک حقہ دیوبند کے علماء کرام کے لیے آپ کی رحلت ایک عظیم خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد امین صفدر کے درجات عالیہ کو مزید بلند فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)۔ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' حضرت سید نفیس شاہ صاحب' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام مبلغین اور جانثاران حضرت مولانا محمد امین اکاڑوی کی جدائی پر غم زدہ ہیں اور تمام پس ماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے سانحہ کے سلسلے میں مشتبہ افراد کی رہائی

طویل احتجاج اور مسلسل دباؤ کے بعد سندھ انتظامیہ نے شہیدؒ ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ کے سلسلے میں دو مشتبہ افراد کو گرفتار کیا تھا۔ اور اس میں خصوصی تفتیشی ٹیم اور کمشنر کراچی اور ایس۔ ایس۔ پی سردار عبدالمجید دستی اور اس کے ساتھ معاون ٹیم کی ذاتی

(بقیہ آخری صفحہ پر)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

قادیانیت کے بانی و خلیفہ
تصوّرِ نبوّت تک سے بے خبر تھے

اس جلسے کا موضوع قادیانیت ہے، حضرات علماء کرام اپنے اپنے انداز میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں گے میں کچھ باتیں آپ سے اور کچھ باتیں مرزا طاہر قادیانی اور اس کی جماعت سے کرنا چاہتا ہوں، باتیں بہت زیادہ ہیں اس لئے مختصر کروں گا اور آپ حضرات سے درخواست کروں گا کہ ذرا توجہ سے بات کو سمجھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا، قادیانیوں نے اس کو نبی، مسیح موعود، اور نہ معلوم کیا کیا مان لیا۔ میں کہتا ہوں غلام احمد قادیانی بھی نہیں جانتا تھا، مرزا طاہر بھی نہیں جانتا اور قادیانی بھی نہیں جانتے کہ نبوت کس چیز کا نام ہے۔

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

واللہ العظیم! اگر ان کے سامنے نبی کا صحیح تصور موجود ہوتا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے امتی ہونا بھی عار سمجھا جاتا، نبی ہونا تو دور کی بات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ لقب مرکب ہے دو لفظوں سے: "خاتم" اور "النبیین" اس اعتبار سے لازمی طور پر میرا مضمون دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے ایک یہ کہ نبوت کیا چیز ہے؟ دوسرے یہ کہ خاتم کیا ہے؟

مختصر الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ تمام انسانی کمالات کا ایک مجموعہ اللہ تعالیٰ بناتے ہیں۔ اس کا نام نبی رکھتے ہیں، کوئی انسانی نقص اس کے اندر نہیں رہنے دیتے، اس کی زبان میں، اس کے کان میں، اس کی آنکھوں میں، اس کے دل و دماغ میں، اس کے اعضاء میں کوئی نقص ایسا نہیں رہنے دیتے جو عیب سمجھا جائے، ظاہری اور باطنی تمام نقائص بشریت سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ ایک ہستی کو منتخب فرماتے ہیں۔ اس کی تخلیق فرماتے ہیں اور اس کا نام نبی رکھتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کا پیغام اللہ سے لے کر مخلوق تک پہنچانے والا، نبی صدق، سچائی، راستی اور کمالات انسانی میں بے مثل ہوتا ہے۔ اس کے زمانے کا کوئی علم، فہم، عقل، دین، دیانت، شرافت، نجابت میں اس کے برابر نہیں ہوتا۔ وہ سب سے عالی خاندان ہوتا ہے۔ تمہارے یہاں مسلمانوں میں سب سے عالی خاندان کون سمجھا جاتا ہے؟ سب سے عالی خاندان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ معزز آدمی کون ہے؟ یعنی عالی نسب! فرمایا:

"سب سے زیادہ عالی نسب ہوئے ہیں سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام خود نبی، باپ نبی، دادا نبی، پردادا نبی۔"

عرض کیا کہ حضرت! یہ تو ہم نہیں پوچھنا چاہتے۔ فرمایا:

قبائل عرب کے بارے میں مجھ سے پوچھتے ہو؟

عرض کیا جی ہاں۔

فرمایا:

"جو جاہلیت کے زمانے میں سب سے اونچا خاندان سمجھا جاتا تھا وہ اسلام میں بھی اونچا خاندان سمجھا جائے گا، بشرطیکہ فقہ فی الدین حاصل کر لے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے اولاد آدم کو منتخب فرمایا۔ اولاد آدم میں عرب کو منتخب فرمایا، عرب میں قریش کو منتخب فرمایا، قریش میں ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنو ہاشم میں اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا، گویا پوری کائنات کا خلاصہ۔

فتح مکہ سے پہلے کا قصہ ہے کہ ابوسفیان کے سے ملک شام گیا ہوا تھا یہ اس وقت مسلمان نہیں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرامی نامہ شاہ روم ہرقل کے پاس پہنچا، اس نے اپنے آدمیوں کو بلایا کہ دیکھو یہاں عرب کے کچھ لوگ آئے ہوئے ہوں گے، ان کو بلاؤ تاکہ ان سے ان صاحب کے بارے میں معلومات کریں، یہ واقعہ بخاری شریف کے پہلے ہی باب میں ہے۔ چنانچہ ابوسفیان کو اس کے رفقاء سمیت لایا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کے بارے میں ہرقل نے سوالات کئے اور ابوسفیان نے جواب دیے۔ رومیوں کا سب سے بڑا کافر سوال کرنے والا اور عرب کا سب سے بڑا کافر جواب دینے والا۔ ناراض نہ ہونا ابوسفیانؓ بعد میں مسلمان بنے ہیں، اس وقت یہ کفار مکہ کے رئیس تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نمائندہ اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف سے وکالت کرنے کے لئے موجود نہیں تھا۔ اس نے پوچھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کا حسب و نسب کیا ہے؟ جواب دیا وہ بڑا عالی نسب ہیں۔ تمام اہل عرب مانتے تھے کہ قریش سے بڑھ کر کوئی معزز خاندان نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاندان قریش کا خلاصہ تھے اور ان کی آنکھ کا تارا تھے۔ میں عرض کر رہا ہوں سب سے بڑا دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے بارے میں شہادت دے رہا ہے، آگے ان گیارہ سوالات میں سے ایک سوال کا جواب اس نے دیا اور ہر جواب پر شاہ روم نے تبصرہ کیا اس جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ ان کا نسب کیا ہے؟ تو نے کہا وہ بڑا عالی نسب ہے، تمام کے تمام انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اسی طرح عالی نسب پیدا ہوتے ہیں، کسی نبی کا نسب نامہ اس وقت کے لحاظ سے سب سے عالی نسب نامہ ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ معزز نسب نہیں ہوتا۔

تو خیر مختصر سی بات میں عرض کرتا ہوں، ظاہر کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ تمام کمالات کا ایک مجموعہ تیار کرتے ہیں، اس کا نام نبی رکھتے ہیں۔ اس کی خواہشات بھی پاک ہوتی ہیں، اس کا بچپن بھی پاک، اس کی جوانی پاک، اس کی کہولت پاک، اس کا بڑھاپا پاک، اس کی زبان پاک، اس کا دل پاک، کان پاک، پوری عمر میں کوئی لفظ کسی نبی کے منہ سے غلط نہیں سنا گیا۔ یہ ریکارڈ ہے قبل از نبوت بھی بعد از نبوت بھی۔ میرے منہ سے بہت سے غلط الفاظ نکل سکتے ہیں اور بڑے بڑے لوگوں کے منہ سے بھی کوئی غلط بات نکل سکتی ہے لیکن کبھی کسی نبی کے منہ سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکلا جس پر انگلی رکھی جاسکے۔ مجھے ہمیشہ حفیظ جالندھری مرحوم کا یہ شعر پسند آیا کرتا ہے۔

محمدؐ جس کو دنیا صادق الوعد و امین کہہ دے
وہ بندہ جس کو رحمٰن رحمۃ للعالمین کہہ دے

یہ میں نبوت کا ذکر کر رہا ہوں خاتم نبوت تو الگ ہے۔ نبوت کیا چیز ہے؟ قادیانیوں نے اس کو بچوں کا کھلونا بنا دیا: ''اونٹ رے اونٹ تری کون سی کل سیدھی؟'' یہ غلام احمد قادیانی کو نبی بناتے ہیں، میں نے ایک کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے امراض کی فہرست جمع کر دی ہے، تیس امراض تھے جن میں سے ایک قوت مردمی کا کالعدم ہونا، یہ نبی ہے؟ اگر بہروپیے کے طور پر بھی کسی کو نبی بنانا تھا تو نقل مطابق اصل تو ہوتی۔ شکل دیکھو، فہم دیکھو، فراست دیکھو، نبیوں کا مقابلہ کرتے ہیں؟ اور سنو حافظ تاج الدین سبکی نے طبقات شافعیہ میں اپنے والد ماجد علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکی (بیٹا تاج الدین ہے اور باپ تقی الدین ہے) کا قول نقل کیا ہے کہ ناممکن ہے کوئی ہے کہ کوئی امتی نبی کو سمجھ سکے، سمجھو کیا کہہ رہے ہیں؟ بڑے بڑے اولیاٗ اقطاب، بزرگان دین، اونچی کرامتوں والے، شاہ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی جیسے نبی کو نہیں سمجھ سکتے کہ نبی کون ہوتا ہے؟ اور سنو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نہیں سمجھ سکتے کہ نبی کون ہوتا ہے تقی الدین سبکی لکھتے ہیں کہ اگر تھوڑا سا سمجھا ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سمجھا ہے، کیونکہ وہ صدیق اکبر ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سر وہاں ہوتا ہے جہاں نبوت کا پاؤں ہوتا ہے۔ جہاں نبی کے پاؤں لگتے ہیں وہاں صدیقیت کا سر لگتا ہے، اس لئے تھوڑی سی ان کو ہوا لگی ہوگی، ورنہ کسی امتی کی کیا مجال ہے کہ مقام نبوت کو پہچان سکے؟

تو یہ بات سمجھ لو کہ تمام کمالات انسانی کا مجموعہ اللہ تعالیٰ تیار کرتے ہیں، اپنی پیغام رسانی کے لئے اور اس کا نام نبی رکھتے ہیں اور آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امام الانبیاٗ بنایا۔ اول الانبیاٗ آدم و آخر ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ عقائد کی ہر کتاب (مسلمانوں کے عقائد پر جتنی کتابیں لکھی) ہیں ان میں یہ عقیدہ درج کیا گیا ہے، ان کو کہتے ہیں خاتم الانبیاٗ یوں کہو کہ تمام کمالات انسانی تو نبیوں کو عطا فرما دیئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا عطا فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمالات انبیاٗ کا مجموعہ بنا دیا، ہمارے حضرت نانوتویؒ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرماتے ہیں۔

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

کسی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن دے دیا یوسف بن گئے، کسی کو اعجاز دے دیا وہ موسیٰ بن گئے، کسی کو محمد رسول اللہ کی مسیحائی عطا کر دی وہ مسیح علیہ السلام بن گئے۔ تمام انبیاٗ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا خلاصہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی کمال انبیاٗ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات میں سے، مخلوق کے کمالات میں ایسا باقی نہیں بچا جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی میں جمع نہ کر دیا ہو اور اس کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے عالم ازل میں تمام ''انبیاٗ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے میثاق النبیین'' اور اس بات کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے شب اسراٗ میں تمام انبیاٗ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جمع کیا تھا۔ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب ہے ''نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب'' اس کے واقعات معراج کے آٹھویں واقعہ میں حضرتؒ نے لکھا ہے تمام انبیاٗ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے جمع تھے (مقرر بعد میں آتا

ہے جلسہ پہلے جمع ہوتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اتنے میں ایک نے اقامت کہی اور انتظار کرنے لگے کہ امام کون بنتا ہے؟ جبریل امین علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کر دیا۔" اس کو کہتے ہیں: خاتم الانبیاء اور امام الانبیاء، امام الانبیاء کا مطلب کیا ہے؟ سمجھے نہیں ہو اس رمز اور اشارہ کو؟ امام جب تک امام ہے مقتدی اس کے اشارے پر چلے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ امام رکوع میں ہو اور یہ سجدے میں چلا جائے۔ امام الانبیاء بنانے میں اشارہ تھا کہ اب قیامت تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا سکہ چلے گا۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز عالم ازل میں ہوا تھا جبکہ تمام نبیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عہد لیا گیا اور یہ عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پورا ہوا اور اس کا ایک ظہور آخری دن ہوگا (آخری دن کونسا ہے؟ آخری دن قیامت کا دن ہے (وبالآخرة ہم یوقنون) آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ قیامت کا دن آخری دن ہے کیونکہ اس کے بعد پھر دن اور رات کا سلسلہ ختم، زمانہ غیر محدود، وقت کے تعین کے لئے کوئی پیمانہ مقرر کریں گے (لیکن یہ دن رات کا نظام وہاں نہیں ہوگا)۔ آخری دن میں اس کا اظہار یوں فرمائیں گے کہ "لوائے حمد" (حمد کا جھنڈا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عطا کیا جائے گا اور تمام نبی، آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کے بقول: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں اور جرنیلوں کے جرنیل ہیں۔ ہر نبی کی امت اس (نبی) کے ماتحت ہے اور وہ نبی اپنی امت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہے۔"

پہلے انبیاء نبوت کے ماہ و انجم تھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو آفتاب نبوت نکل آیا، اب قیامت تک یہ آفتاب تاباں رہے گا۔ لہٰذا قیامت تک نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

شیخ سعدی کا مشہور شعر ہے: "جو احمق روشن دن میں شمع کافوری جلائے تم جلد دیکھو گے کہ اس کے چراغ میں تیل نہیں رہے گا۔" دوپہر کو سورج نکلا ہوا ہے ہر چیز روشن ہے اور کوئی آدمی چراغ جلا کر کے بیٹھ جائے تم اس کے بارے میں کیا کہو گے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا آفتاب طلوع ہونے کے بعد کسی اور نبوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس کے باوجود اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہی نہیں بلکہ احمق بھی ہے۔

ہمارے ایک بزرگ تھے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے دوست تھے، مولانا عبدالقدوس، ہمارے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت دوستی تھی، حضرت کے وصال کے بعد بھی وہ مجھ پر کرم فرماتے رہے، اور گھنٹوں آکر بیٹھتے تھے، پشاور یونیورسٹی میں استاد تھے کوئی قادیانی بھی اس میں ہوگا، مولانا فرماتے تھے کہ ایک دن میں نے اس قادیانی سے پوچھا کہ کیا آپ احمدی ہوتے ہیں؟ بہت خوش ہو گیا، کہنے لگا جناب نے کیسے پہچان لیا؟ مولانا فرماتے ہیں میں نے نہایت سنجیدگی سے کہا کہ مرزائیوں کے منہ پر ایک خاص قسم کی لعنت برستی ہے، وہ تیرے چہرے پر بھی دیکھ رہا ہوں، چپ ہو گیا۔ واقعی! ہر قادیانی کے منہ پر ایک لعنت برستی ہے جس کو اہل نظر فوراً پہچان لیتے ہیں، چنانچہ ہمارے مبلغین دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ یہ مرزائی ہے ان کو اتنی تشخیص حاصل ہے کہ مرزائیوں کے چہروں پر قادیانیت کی سیاہی کو دیکھ لیتے ہیں۔ ذرا سوچو کہ جن لوگوں کے دل کی سیاہی ان کے چہروں پر آگئی ہو ان کے دلوں کا کیا حال ہوگا؟

اب یہ باتیں جو مجھے عرض کرنی تھیں آپ سے وہ تو ختم ہو گئیں، اب چند باتیں ان لوگوں کے بارے میں کرتا ہوں اور پھر اگر موقع ملا اطمینان کا تو انشاء اللہ کچھ اور باتیں بھی کرنی ہیں ان سے "لا الہ الا اللہ" میں نے عرض کیا کہ نبی اللہ سے پیغام لیتا ہے اور بندوں کو پیغام دیتا ہے، کسی مرزائی سے پوچھ لو غلام احمد قادیانی نے اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸، ۴۹۹ میں قرآن کریم کے حوالے سے اور "اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے" کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کا عقیدہ لکھا تھا کہ: "عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آئیں گے، آسمان سے نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پیش گوئی فرمائی ہے اور اس پیش گوئی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی شریک کر رکھا ہے۔" یہ قصہ ۱۸۸۴ء کا اس وقت کا یہ تحریر ہے۔ اس کے بعد ۱۸۹۱ء آیا تو کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: "عیسیٰ مر گیا ہے اور تو اس کی جگہ ہو کر آیا ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو آیتیں تھیں وہ بھی میرے نام کر دیں۔"

اب میں ایک بات پوچھتا ہوں "عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے" یہ مرزا کا ۱۸۸۴ء کا عقیدہ تھا اور "عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے" یہ ۱۸۹۱ء کا عقیدہ "آئیں گے" اور "نہیں آئیں گے" یہ دونوں باتیں تو سچی نہیں ہو سکتیں۔ لامحالہ ان میں سے ایک بات سچی ہوگی اور ایک جھوٹی کیوں بھئی ٹھیک ہے؟ وہ اتنی موٹی بات ہے کہ اس کو سمجھنے کے لئے کسی منطق کی ضرورت نہیں، مثلاً جب کہا

ختم نبوۃ

جائے گا کہ "زید آئے گا" تو اس کا مطلب ہے کہ وہ زندہ ہے اور جب کہا جائے گا کہ "زید مر گیا ہے" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نہیں آئے گا۔ ایک آدمی یہ دو خبریں ایک ہی زبان سے دے رہا ہے اور ایک ہی قلم سے لکھ رہا ہے۔ ان میں سے ایک کو کہو گے سچی اور ایک کو جھوٹی اور جو جھوٹ بولے وہ ہوگا جھوٹا، تو ہمارا اور قادیانیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا نے ۱۸۸۴ء میں قرآن اور اپنے الہام کے حوالے سے یہ خبر دی کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ آئیں گے، اور اس کے سات سال بعد ۱۸۹۱ء میں اپنے الہام کے حوالے سے یہ خبر دی کہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔ لہذا اگر پہلی خبر سچی تھی تو وہ دوسری جھوٹی اور اگر دوسری سچی تھی تو پہلی خبر جھوٹی۔

گویا ہمارا اور قادیانیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا، قرآن اور اپنے الہام کے حوالے سے جھوٹی خبریں دیا کرتا تھا۔ میں مرزا طاہر اور ان کی قادیانی امت سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارا اور تمہارا مرزا کے بارے میں کوئی جھگڑا نہیں ہے، تم بھی مانتے ہو کہ اس نے ایک خبر جھوٹی دی، ہم بھی مانتے ہیں کہ اس نے ایک خبر جھوٹی دی ہے۔ پس مرزا کے جھوٹا ہونے پر ہم دونوں فریق متفق ہیں۔ ہمارا اور قادیانیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی پہلی خبر سچی تھی تو دوسری جھوٹی اور اگر دوسری صحیح تھی تو پہلی جھوٹی۔ تو معلوم ہوا کہ دونوں فریق مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے پر متفق ہیں، تمہاری زبان میں کہتے ہیں (Agree) یعنی متفق ہیں کہ مرزا جھوٹا تھا۔ (الحمد للہ)

اب میں مرزا طاہر اور مرزائیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ مجھے کوئی منطق کوئی فلسفہ کوئی طریقہ بتاؤ کہ مرزا سچا ثابت ہو سکے۔ کیا جھوٹی خبر دینے والا آدمی بھی سچا ہو سکتا ہے؟ الغرض کوئی مرزائی، مرزا کو سچا ثابت کر دے، کیا مرزا طاہر اور مرزائی میرا چیلنج قبول کریں گے؟

اب آگے چلو! مرزا غلام احمد ۱۸۹۱ء تک کہتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ چالیس سال کا تھا جب ملہم بن گیا، اس کے باوجود باون سال کی عمر تک کہتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے، تو یہ خبر کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے باون سال کی خبر ہوئی، قادیانی کہتے ہیں کہ اس کی یہ خبر جھوٹی تھی اور مرزا غلام احمد قادیانی انتقال کر گیا۔ ۲۶ / مئی ۱۹۰۸ء کو سترہ سال چار مہینے چھبیس دن اس نے یہ خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں، نہیں آئیں گے۔ مسلمان کہتے ہیں مرزا کی یہ آخری خبر جھوٹی تھی۔ اب اس پر تو ہم دونوں فریق متفق تھے کہ مرزا جھوٹا ہے، دیکھنا یہ ہے کہ بڑا جھوٹا کون مانتا ہے؟ مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا باون سال جھوٹ بولتا رہا اور ہم کہتے ہیں کہ اس نے صرف آخری ساڑھے سترہ سال جھوٹ بولا، جو باون سال جھوٹ بولے وہ بڑا جھوٹا ہے یا جو سترہ سال چار مہینے جھوٹ بولے وہ بڑا جھوٹا ہے؟ کیوں بھائی تمہاری عقل کیا کہتی ہے؟ باون سال جھوٹ بولنے والا بڑا جھوٹا کہلائے گا یا سترہ سال جھوٹ بولنے والا؟ ہم کہتے ہیں مرزا کی پہلی خبر سچی تھی اس وقت جھوٹا نہیں تھا، ۱۸۹۱ء سے جھوٹ بولنے لگا، تو اس کے جھوٹ کی میعاد صرف سترہ سال چار مہینے چھبیس دن ہے اور مرزائی کہتے ہیں پہلے جھوٹ بولتا تھا، باون سال تک جھوٹ بولتا رہا اور بعد میں راہ راست پر آیا اور سچ بولنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے باون سالہ جھوٹ سے خوش ہو کر اسے مسیح موعود بنا دیا۔ (نعوذ باللہ) جن کا نبی باون سال جھوٹ بولتا رہے تم سوچو کہ وہ کیسا مسیح موعود ہوگا؟ اور اس باون سال تک جھوٹ بکنے والے کو جو لوگ مسیح موعود مانتے ہیں وہ کتنے جھوٹے ہوں گے؟ معلوم ہوا کہ مرزائی بڑا جھوٹا مانتے ہیں اور ہم مرزے کو چھوٹا جھوٹا مانتے ہیں۔ یہ بھی بات سمجھ میں آگئی؟

اب ایک اور بات سمجھو، یہ ہوتا ہے کہ آدمی پہلے صحیح ہو بعد میں بگڑ جائے، پہلے سچ بولتا ہو بعد میں جھوٹ بولنے لگے، لیکن یہ ممکن نہیں کہ ایک آدمی باون سال تک جھوٹ بولتا رہے اور بعد میں مسیح موعود بن جائے اور کہے کہ میں مسیح موعود ہوں کیونکہ اللہ کو مجھ پر بہت پیار آگیا چونکہ یہ باون سال تک جھوٹ بولتا رہا ہے اس لئے اس کو مسیح بناؤ، کیا نبوت کی تاریخ میں اس کی مثال ملے گی؟ کیا یہ نبوت کا مذاق اڑانا نہیں ہے؟

مرزائیو! میرے اس سوال کا جواب دو کہ باون سال جھوٹ بکنے والا مسیح موعود کیسے بن گیا؟

کہتے ہیں مرزا طاہر ٹی وی پر تقریر کرتا ہے اور ساری دنیا میں سنی جاتی ہے، میں کہتا ہوں کہ شیطان کی آواز ساری دنیا میں سنی جاتی ہے، کسی نبی کی آواز ساری دنیا میں نہیں سنی گئی۔ البتہ شیطان کی بات ہر جگہ ہے، گانے ہندوستان میں بھی ہیں، پاکستان میں بھی ہیں، امریکہ میں بھی ہیں، ہر ایک ملک میں گانے موجود ہیں، شیطان کی آواز۔ کیوں جی ٹھیک ہے؟ تم ٹی وی پر آنے کو کمال سمجھتے ہو، میں کہتا ہوں اس کے شیطان ہونے کی علامت ہے۔ مرزا طاہر! میرا تم سے ایک ہی سوال ہے کہ تم ٹی وی پر ساری دنیا کو اپنی شیطانی آواز سناؤ لیکن اپنے دادا کو سچا کر کے دکھا دو؟

لو اب وقت ختم ہو گیا، موقع ملا تو انشاء اللہ پھر آپ کی خدمت میں چند باتیں عرض کروں گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆..................☆☆

ختم نبوة

قسط نمبر ۱

گوہر شاہی کو انسداد دہشت گردی عدالت سے سزا

فیصلے کا مکمل متن

سرکار بنام : ریاض احمد گوہر شاہی ولد فضل حسین، سکنہ :خدا کی بستی کوٹری، ذات : مغل، جرم نمبر 108/99 پولیس اسٹیشن ٹنڈو آدم، زیر دفعہ 295 الف، ب، ج تعزیرات پاکستان، جناب انور جمال وکیل استغاثہ برائے سرکار، جناب نظام الدین پیرزادہ حکومتی اخراجات پر وکیل برائے مفرور ملزم

فیصلہ کا متن :

مندرجہ بالا ملزم نے اپنے خلاف جرائم زیر دفعہ 295۔اے، پی، سی تعزیرات پاکستان، زیر دفعہ ۸ انسداد دہشت گردی ایکٹ ۱۹۹۷ء اور زیر دفعہ ۶۔ب انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت ایف آئی آر نمبر 108/99 کی بنا پر کارروائی کا سامنا کیا۔

مقدمے کے واقعات یہ ہیں کہ مدعی علامہ احمد میاں حمادی نے مورخہ ۲۰ / مئی ۹۹ء بوقت دوپہر ساڑھے بارہ بجے پولیس اسٹیشن ٹنڈو آدم میں ایف آئی آر درج کروائی، جس کے مطابق وہ ایف آئی آر میں دیئے گئے پتے پر سکونت رکھتے ہیں اور مسجد ختم نبوت کے خطیب اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صوبائی کنوینر ہیں۔ ایف آئی آر کے مطابق مورخہ ۸ /دسمبر ۹۸ء کو بوقت نو بج کر دس منٹ صبح، مدعی اپنے دفتر میں موجود تھے، انہوں نے کسی کو روزنامہ "امت" کراچی اور "کاوش" حیدرآباد خریدنے کے لئے بھیجا، جس میں انہوں نے ریاض احمد گوہر شاہی کا انٹرویو پڑھا جس میں ریاض احمد گوہر شاہی نے کہا کہ :

۱ :...... "جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پڑھاتے ہیں وہ وہی لوگوں کو بتاتے ہیں۔"

۲ :...... "ان کی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔"

۳ :...... "انہوں نے اسٹیکر، جس پر محمد رسول اللہ کی جگہ لاالہ الااللہ کے بعد ریاض احمد گوہر شاہی لکھا ہے، کی تصدیق کی اور کہا کہ اس چھپائی یا اشاعت میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

۴ :...... "قرآن مجید کی آیت نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۴ اور ۱۵ کے بارے میں اپنے مریدوں کے حوالے سے کہا کہ الف کا مطلب "اللہ" لام کا مطلب "لا الہ الا اللہ" اور ر "ریاض احمد" کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۵ :...... "اس کے مرید اس کو امام مہدی کہتے ہیں، اور یہ کہ اس کی شبیہ چاند اور بیت اللہ میں حجر اسود پر نمودار ہوئی ہے، اور ریاض احمد نے اس کی کوئی تردید نہیں کی۔"

۶ :...... " پر تعیش کاروں میں نوجوان لڑکیوں کے ساتھ سفر اور اپنی پر تعیش زندگی کو اس نے رسول پاک کے دوران جہاد استعمال ہونے والے قیمتی گھوڑوں کے مشابہ قرار دیا ہے اور اس کو درست کہا ہے۔"

۷ :...... "اسلام کے پانچ ارکان میں سے خاص طور پر دو ارکان نماز اور روزے" کو ظاہری عبادت قرار دیا ہے۔ اور غیر اسلامی چیزوں کو اہمیت دی ہے، اور بنیادی اسلامی ارکان کے خلاف نفرت کا اظہار کیا ہے۔

ایف آئی آر کے مطابق ملزم نے توہین رسالت اور توہین قرآن پاک کی ہے، اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ مدعی کے مطابق اس نے صوبائی ایڈمنسٹریشن کو قانونی اقدام کے لئے درخواست دی اور ویڈیو، آڈیو کیسٹ ان الزامات کے ثبوت میں پیش کرنے کی ذمہ داری اٹھائی۔ ایف آئی آر جرم نمبر 108/99 پولیس اسٹیشن ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ زیر دفعہ 295۔اے، پی، سی تعزیرات پاکستان اور زیر دفعہ ۸ انسداد دہشت گردی ایکٹ کے طور پر درج کی گئی۔ تفتیش کے دوران ملزم کو گرفتار نہ کیا جاسکا لہذا اس کو چالان میں جو کہ اس عدالت میں داخل کیا گیا، مفرور دکھایا گیا۔

چونکہ ملزم کو چالان میں مفرور دکھایا گیا تھا، اس لئے مختلف تاریخوں میں اس کے خلاف ناقابل ضمانت وارنٹ جاری کئے گئے، مگر ان میں سے کسی کی بھی تعمیل نہ ہو سکی اور بالآخر عدالتی سمن رساں ایس ایچ او پولیس اسٹیشن ٹنڈو آدم نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ ملزم اپنی گرفتاری کے خطرے کی وجہ سے ملک سے فرار ہو گیا اور امریکہ چلا گیا اور یہ کہ اس کی گرفتاری کے امکانات نہیں۔ اس عدالتی سمن رساں کا حلفیہ بیان قلم بند کرنے کا حکم دیا گیا جو کہ قلم بند کیا گیا۔ بعد ازاں حلفاً بیان کی بنیاد پر حکم مورخہ ۲۰ / جنوری ۲۰۰۰ء پاس کیا گیا، جس کے

تحت ملزم کی غیر حاضری میں کارروائی جاری رکھنے کا دفعہ ۱۹ (۱۰) انسداد دہشت گردی ایکٹ دفعہ 512ضابطہ فوجداری کے تحت کیا گیا، اس شرط کے تحت کہ اعلان تین اخبارات میں جن میں سے ایک اردو کا ہو شائع کیا جائے۔

لہذا ضروری اشتہارات روزنامہ "ڈان" مورخہ ۲۴/جنوری ۲۰۰۰ء، روزنامہ "جسارت" مورخہ ۲۵/جنوری ۲۰۰۰ء اور سندھی روزنامہ "سندھ" میں مورخہ ۲۳/جنوری ۲۰۰۰ء میں شائع کئے گئے مگر اس کے باوجود ملزم سات یوم کے اندر عدالت میں حاضر نہ ہوا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس تاریخ کو چالان پیش کیا گیا یعنی مورخہ ۲/اگست ۱۹۹۹ء کو جناب نثار احمد درانی ایڈووکیٹ نے ملزم کی طرف سے وکالت نامہ داخل کیا اور متفرق درخواست داخل کی جس میں صحیح حالات اور واقعات جو کہ درخواست میں دیئے گئے تھے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، صحیح اور قانونی حکم جاری کرنے کی استدعا کی گئی۔ اس درخواست کا نوٹس معزز وکیل استغاثہ کو دیا گیا، مگر ملزم کو حکم دیا گیا کہ وہ پہلے عدالت کے سامنے پیش ہو، یہ درخواست فیصلہ طلب ہے، اور جناب نثار احمد درانی ایڈووکیٹ اس کے ساتھ عدالت میں پیش نہ ہوئے۔ بالآخر جب سرکاری خرچ پر وکیل رکھا گیا تو اس درخواست کو یکم مارچ ۲۰۰۰ء کو لاحاصل ہونے کی بنا پر خارج کرنے کا حکم جاری کیا گیا، کیونکہ ملزم کی درخواست روبرو عدالت عالیہ سندھ عدم تعمیل کی وجہ سے خارج کردی گئی تھی۔ معزز عدالت عالیہ سندھ کا حکم فاضل وکیل استغاثہ نے اس عدالت میں پیش کیا، جس کی ایک نقل اس عدالت کے حکم مورخہ یکم مارچ ۲۰۰۰ء کے ساتھ منسلک ہے۔

عدالت نے سرکار کے خرچے پر جناب نظام الدین پیرزادہ کو ملزم کا دفاع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اس عدالت نے ملزم کے خلاف چالان زیر دفعہ 295اے، بی اور سی تعزیرات پاکستان اور دفعہ ۸ تعزیرات پاکستان جو کہ زیر دفعہ ۹ انسداد دہشت گردی ایکٹ کے مستوجب سزا ہے، اور زیر دفعہ ۶ (ب) جو کہ دفعہ ۷ انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت مستوجب سزا ہے، پیش کیا۔ چونکہ ملزم مفرور ہے اس لئے متعلقہ فارم میں "عذر" کے خانے میں یہ کہا گیا کہ: تصور کیا جائے گا کہ ملزم نے صحت جرم سے انکار کیا ہے۔ اس سے قبل میں نے بطور عدالت کے پریزائیڈنگ آفیسر کے زیر دفعہ ۱۶ انسداد دہشت گردی ایکٹ مطلوبہ حلف اٹھایا۔

استغاثہ نے مستغیث کی جانب سے گواہی ریکارڈ کرنے سے قبل ایک درخواست زیر دفعہ ۵۴۰ ضابطہ فوجداری دائر کی جس میں سول جج اور فرسٹ کلاس مجسٹریٹ، ٹنڈو آدم کو بوجہ ان کا بیان اہم ہونے کے، اور مستغیث کا نام گواہوں کی فہرست میں نہ ہونے کے طلب کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔

وکیل دفاع کی طرف سے عدم اعتراض کے بموجب اس درخواست کو منظور کیا گیا، بعد ازاں استغاثہ نے اپنا کیس پایہ ثبوت کو پہنچانے کے لئے مستغیث علامہ احمد میاں حمادی کو بطور گواہ پیش کیا۔ اس گواہ نے ایف آئی آر، اجازت نامہ از ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سانگھڑ زیر دفعہ ۱۹۶ ضابطہ فوجداری، روزنامہ "امت" (اصل)، سندھی روزنامہ "کاوش" (اصل) اور ایک کتاب جس کا نام "گوہر: حق کی آواز" تھا، پیش کی جس کا نام سبز مارکر سے کتاب کے سامنے والے صفحہ پر لکھا ہوا تھا۔ استغاثہ نے ایک اور درخواست زیر دفعہ ۵۴۰، ضابطہ فوجداری، دائر کی جس میں ڈی ایس پی ٹنڈو آدم شوکت علی کھتیان کو طلب کرنے کی استدعا کی گئی تھی، جنہوں نے ویڈیو کیسٹ ریکارڈ کی تھی، جن کا نام چالان میں نہیں تھا۔ یہ درخواست بھی وکیل دفاع کے عدم اعتراض کے باعث قبول کی گئی۔ بعد ازاں، استغاثہ نے ایک بیان داخل کیا جس کے ذریعے استغاثہ نے گواہ یار محمد کا نام ترک کر دیا۔

اس کے بعد استغاثہ نے گواہان، استغاثہ گلزار احمد، محمد اظفر، عبدالحفیظ عابد، جس نے اسٹیکر پیش کیا، کو عدالت میں گواہی کے لئے پیش کیا۔ اس کے بعد محمد ناصر کو پیش کیا گیا جس نے روزنامہ امت، پبلک، انتخاب، پرچم، احتساب، جرأت، سندھو، عبرت، سچ، بھگوار اور پندرہ روزہ صدائے سرفروش کی کٹنگ کی فوٹو کاپیاں پیش کیں۔ اس کے بعد استغاثہ نے مشیر محمد شفیق کو گواہی کے لئے پیش کیا، نے جائے واردات کا مشیر نامہ اور اخبارات، اسٹیکر، میگزین "شہادت" کے صفحہ نمبر ۲۰ کی فوٹو کاپی اور ایک پوسٹر کا مشیر نامہ پیش کیا۔ اس مشیر نے ملزم کے ویڈیو کیسٹ کی برآمدگی کا مشیر نامہ بھی پیش کیا۔ مشیر نے اپنا قومی شناختی کارڈ بھی پیش کیا جس کی نقل لے کر اصل کو واپس کر دیا گیا۔

اس کے بعد اے ایس آئی محمد اسحاق، جس نے ایف آئی آر لکھی تھی اور ۱۶۱ کے تحت گواہان کا بیان لکھا تھا، کی گواہی قلم بند کی گئی، اس نے اپنی درخواست بنام ایس ڈی پی او ٹنڈو آدم برائے طلبی اجازت روانگی برائے دادو، جہاں ملزم رہائش پذیر ہے، اور اجازت جو کہ اس درخواست پر دی گئی تھی، پیش کی۔ بعد ازاں سول جج اور فرسٹ کلاس مجسٹریٹ ٹنڈو آدم جناب عبدالحئی میمن کو پیش کیا گیا، جنہوں نے استغاثہ کے گواہان عبدالحفیظ عابد، ناصر، محمد اظفر اور گلزار کا بیان زیر دفعہ ۱۶۴، ضابطہ فوجداری قلم بند کرنے کے لئے ایس ایچ او کی درخواست پیش کی۔ انہوں نے مندرجہ بالا گواہان

کے بیانات زیر دفعہ ۱۶۴ ضابطہ فوجداری ہمعہ ان کے شناختی کارڈ کی نقول کے پیش کئے۔ اس کے بعد سب انسپکٹر عظیم رندھاوا پولیس اسٹیشن منگلی کو پیش کیا گیا جس نے کیس کی کچھ تفتیش کی تھی، اس نے کچھ اخبارات کے تراشے اور یادگار لمحات "گوہر" "سر فروش چلی کیشنز کی کتاب اور "روحانی سفر" نامی کتابوں کے کچھ صفحات کی نقول اور ان کتابوں کی ریکوری کا مشیر نامہ پیش کیا۔ اس گواہ نے اسلامک میٹنل نامی کتابچہ، مستغیث کا خط بنام اے ایس پی، اخبار کے تراشوں کی برآمدگی کا مشیر نامہ، ویڈیو کیسٹ، اور روزنامہ جرأت کی نقل پیش کی۔ آخر میں استغاثہ نے پولیس اسٹیشن ٹنڈو آدم کے ایس ایچ او انسپکٹر خالد حمید کو گواہی کے لئے پیش کیا، جس نے روزنامہ "امت" کی نقل کا تصدیق نامہ پیش کیا۔ استغاثہ نے گواہ شوکت علی کھتیان کو پیش نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

بعد ازاں استغاثہ نے درخوست وائر کی جس میں استدعا کی گئی تھی کہ ویڈیو کیسٹ کورٹ میں دکھائی جائے، جس کے لئے استغاثہ نے تمام انتظامات کرنے کی ذمہ داری اٹھائی۔ دونوں پارٹیوں کو سننے کے بعد یہ درخواست قبول کی گئی اور ویڈیو کیسٹ مورخہ ۸/مارچ ۲۰۰۰ء کو دیکھنے کا حکم ہوا، جو کہ وکیل استغاثہ اور وکیل صفائی کی موجودگی میں دیکھی گئی۔

اس سے قبل مورخہ ۷/مارچ ۲۰۰۰ء کو وکیل صفائی نے ایک بیان داخل کیا کہ ملزم مفرور ہے اور اس کی رہائش کی کوئی خبر نہیں ہے۔ اس لئے اس کا بیان زیر دفعہ ۳۴۲ ضابطہ فوجداری قلم بند نہ کیا جا سکا، اور یہ کہ اس کے نمائندے کو گواہی دینے کی اجازت دی جائے۔ اس کے ساتھ ہی فاضل وکیل نے ایک درخواست زیر دفعہ ۵۴۰ ضابطہ فوجداری وائر کی جس میں ملزم کے نمائندے شبیر احمد کو بلانے کی درخواست کی کہ اس کی گواہی کیس کا منصفانہ فیصلہ کرنے کے لئے اشد ضروری ہے۔ گو کہ وکیل استغاثہ نے اس درخواست پر کوئی اعتراض نہیں کیا مگر عدالت نے ریکارڈ کی جانچ کے بعد فیصلہ کیا کہ ملزم جان بوجھ کر غیر حاضر رہا، مفرور ہے یا پھر کم از کم وہ کیس کا سامنا کرنے سے احتراز کر رہا ہے اور یہ کہ ملزم کو کیس کے بارے میں معلوم ہے جیسا کہ اس کی پچھلی درخواست سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ اس نے وکیل یوسف لغاری کے ذریعہ داخل کی تھی۔ لہٰذا اس کے نمائندے کو ملزم کے گواہ کی حیثیت سے گواہی دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مگر انصاف کے تقاضے کو مد نظر رکھتے ہوئے، مذکورہ نمائندے کو بحیثیت عدالتی گواہ پیش ہونے کی اجازت دے دی گئی۔

بعد ازاں شبیر احمد کو عدالتی گواہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ اس گواہ نے قرآن مجید کا ایک نسخہ، کتاب مشکوٰۃ شریف، شمائل ترمذی، انجمن سرفروشان اسلام کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ، اس کے اہداف اور نظریات کی نقل، روزنامہ "امت" مورخہ ۳/دسمبر ۱۹۹۸ء اور ۱۹/جولائی ۱۹۹۷ء روزنامہ "جرأت" "سندھو، بچ، عبرت، ہتھاور، دس روزہ صدائے سرفروش کے اصل تراشے اور اخبارات پرچم، جرأت، انتخاب، پرچم کے تراشوں کی نقول اور روزنامہ "پبلک" کے اصل تراشے پیش کئے۔ اس نے آئی جی سندھ کو دی گئی درخواست کی کاپی بھی پیش کی۔ پھر ڈپٹی کمشنر میرپور خاص کے نام درخواست اور اس پر صادر کئے گئے احکامات، ہائی کورٹ کے نوٹس کی کاپی، ٹی سی ایس کی رسید، کمشنر میرپور خاص کے معاملات کا تبصرہ اور ہائی کورٹ سرکٹ بنچ کا حکم پیش کیا۔

چونکہ ملزم مفرور ہے اور نہ ہی اس کا اپنے کیس کے بارے میں حلفیہ بیان قلم بند کیا گیا ہے، نہ ہی کوئی گواہ ان کی طرف سے پیش کیا گیا ہے، اس وجہ سے ویڈیو کیسٹ دیکھنے کے بعد حتمی دلائل سنے گئے۔

مندرجہ ذیل نکات توجہ طلب ہیں:

۱:...... کیا ملزم ریاض احمد گوہر شاہی نے اپنے انٹرویو/کانفرنس جو کہ اخبارات میں شائع ہوئی ہے، میں کہا ہے کہ جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سکھاتے ہیں وہی وہ لوگوں کو بتاتے ہیں، اور یہ کہ وہ نبی علیہ السلام سے ملاقات کرتے رہتے ہیں اور محمد رسول اللہ کی جگہ جو "ریاض احمد گوہر شاہی" اسٹیکر میں لکھا ہوا ہے وہ کوئی گناہ کی بات نہیں ہے، اور اپنے مریدوں کے ذریعے اپنے آپ کو امام مہدی کہلوایا اور دعویٰ کیا کہ اس کی شبیہ/تصویر حجر اسود میں نمودار ہوئی ہے اور اس نے پرتعیش کاروں میں نوجوان لڑکیوں کے ہمراہ اپنے سفر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کے دوران نایاب گھوڑوں سے تشبیہ دی ہے اور نماز اور روزوں کو ظاہری عبادت سے تشبیہ دی ہے اور ان عبادات کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں؟

۲:...... کیا ملزم کا عمل یہی ہے؟ اور اس نے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے؟ اور حضور علیہ السلام، قرآن شریف اور حجر اسود کی شان میں گستاخی کی ہے؟

۳:...... کیا ملزم ریاض احمد گوہر شاہی کے اخلاق پر عمل فرقہ واریت کی ذمہ دار ہے؟

۴:...... کیا ملزم کا عمل عوام میں دینی عدم تحفظ کا ذمہ دار ہے اور دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے؟

۵:...... اگر ملزم کو کوئی سزا دی جائے تو کون سی دی جائے؟

میں نے جناب انور کمال فاضل وکیل استغاثہ اور جناب نظام الدین پیرزادہ، فاضل وکیل صفائی

ختم نبوۃ

سرکار کی طرف سے دلائل کو سنا۔

فاضل وکیل استغاثہ نے ۲۷۴۔ ایس ایل ۱۹۹۵، پی ایل ڈی ۱۵، ۱۹۹۴ ایم ایل ڈی، ۸۱۲ پی جی ایل وائی، ۱۹۹۵ اور ۱۰ ایس ایل، ۱۹۹۱ پی ایل ڈی پر انحصار کیا جبکہ وکیل صفائی نے ۸۷۷ ایس سی ایم آر، ۱۹۸۱ء پر انحصار کیا۔ میں نے کیس کی فائل کا تفصیل سے معائنہ کیا ہے اور شہادتوں کا بھی جو کہ قلم بند کی گئی ہیں، مندرجہ بالا نکات پر میری عدالت کی تجویز مندرجہ ذیل ہے:

نکتہ نمبر ۱:...... اس کے بعد جسے ثابت ہو گئے جیسا کہ ذیل میں درج ہے۔

نکتہ نمبر ۲:...... جی ہاں۔

نکتہ نمبر ۳:...... جی ہاں۔

نکتہ نمبر ۴:...... جی ہاں۔

نکتہ نمبر ۵:...... ملزم کو زیر دفعہ ۲۹۵ اے، پی پی سی مجرم گردانتے ہوئے دس سال قید بامشقت کی سزا، اور پانچ ہزار روپے جرمانہ، عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مزید ۶ ماہ قید، ملزم کو زیر دفعہ ۲۹۵-بی مجرم قرار دیتے ہوئے عمر قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ ملزم کو زیر دفعہ ۲۹۵-سی تعزیرات پاکستان مجرم قرار دیتے ہوئے عمر قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ سزائے موت زیر دفعہ ۲۹۵-سی اس لئے نہیں دی جارہی کہ کیس کو ملزم کی غیر حاضری میں چلایا گیا ہے، ملزم کو سات سال قید بامشقت اور تیرہ ہزار روپے جرمانہ کی سزا بھی دی جاتی ہے اور عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں ۸ ماہ قید کی سزا دی جاتی ہے۔ ملزم کو زیر دفعہ ۶ (ب) انسداد دہشت گردی ایکٹ جو کہ زیر دفعہ ۷ (ب) مذکورہ ایکٹ قابل سزا ہے، عمر قید اور پچاس ہزار روپے سزا دی جاتی ہے اور بصورت عدم ادائیگی مزید ایک سال قید کی سزا دی جاتی ہے۔ سزائے قید علیحدہ علیحدہ کیے بعد دیگرے نافذ العمل ہوں گی۔

وجوہات:

مندرجہ بالا نتائج کے لئے مندرجہ ذیل ہیں:

نکات اول و ۲:

ایف آئی آر میں ملزم کے خلاف درج کئے گئے الزامات کے سلسلے میں مستغیث نے عدالت کے روبرو اپنے بیان میں ایف آئی آر میں درج الزامات کی تصدیق کی ہے۔ اپنی گواہی میں اس نے کہا کہ وہ محکمہ اوقاف کے ضلعی خطیب اور جامع مسجد ٹنڈو آدم کے خطیب ہیں۔ وہ مجلس عمل ختم نبوت کے صوبائی کنوینر بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی گواہی میں کہا کہ انہوں نے مورخہ ۸/دسمبر ۱۹۹۸ء کو دو اخبار روزنامہ "امت" اور روزنامہ "کاوش" خریدے جبکہ یار محمد، اظفر، گلزار اور ایک دو دوسرے اشخاص ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جبکہ وقت قریباً ۹ بجے یا سوا نو بجے کا تھا۔ دونوں اخبارات میں ریاض احمد گوہر شاہی کا انٹرویو چھپا تھا۔ انہوں نے انٹرویو پڑھنے کے بعد اخبار اپنے پاس بیٹھے ہوئے دوسرے لوگوں کو بھی پڑھنے کو دیا۔ انہوں نے انٹرویو میں شامل قابل اعتراض حصوں کی نقل بھی دی جو کہ ایف آئی آر میں درج ہے، اور یہ کہ انٹرویو پڑھنے سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں، انہوں نے کہا کہ انہوں نے ملزم کے قابل اعتراض انٹرویو کے سلسلے میں ایک درخواست ایس ایچ او پولیس اسٹیشن ٹنڈو آدم کو اور ایس ایس پی سانگھڑ کو دی اور اسی طرح کی درخواست ڈی سی سانگھڑ اور ہوم سیکریٹری کو بھی دی۔ جس میں اجازت طلب کی گئی تھی کہ ملزم کے خلاف ایف آئی آر زیر دفعہ ۲۹۵-اے تعزیرات پاکستان و دفعہ ۸/انسداد دہشت گردی ایکٹ درج کی جائے۔ بعد ازاں اجازت ملنے پر ایف آئی آر درج کی گئی۔ انہوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سانگھڑ کے اجازت نامہ کو عدالت میں پیش کیا۔ اس موقع پر وکیل صفائی نے اعتراض کیا کہ یہ مواد مستغیث نے اپنی جیب سے پیش کیا ہے لہذا گواہی میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ اس اعتراض کا فیصلہ آخری مباحثے کے وقت طے کرنا کا حکم دیا گیا۔ مگر آخری مباحثہ کے وقت انہوں نے اس اعتراض کے بارے میں دلائل نہیں دیے لہذا یہ تصور کیا گیا کہ انہوں نے اپنے اعتراض پر زور نہیں دیا۔ مستغیث نے روزنامہ امت ۸/دسمبر ۱۹۹۸ء کی نقل پیش کی، اور ساتھ ہی کاوش کی بھی اسی تاریخ کی نقل پیش کی۔ جرح کے وقت اس کی گواہی منتشر نہیں تھی۔ اس مقدمے میں گواہان استغاثہ عبدالحفیظ، عابد اور محمد ناصر اہم گواہان ہیں۔

عبدالحفیظ عابد نے اپنی گواہی میں کہا کہ وہ این این آئی کے بیورو چیف ہیں اور روزنامہ "امت" کے حیدرآباد کے لئے بیورو چیف ہیں، انہوں نے کہا کہ ماہ دسمبر میں ایک اسٹیکر ریاض احمد گوہر شاہی کا ملا جو کہ انہوں نے روزنامہ "امت" میں شائع کیا۔ اس اسٹیکر میں ریاض احمد گوہر شاہی کی شبیہ چاند، سورج اور حجر اسود میں دکھائی گئی، اس پر کلمہ طیبہ بھی لکھا ہوا تھا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ "ریاض احمد گوہر شاہی" لکھا ہوا تھا، گواہ نے مزید کہا کہ اس اسٹیکر کی اشاعت کے بعد انجمن سرفروشان اسلام، جو کہ ریاض احمد گوہر شاہی کی تنظیم ہے، کا ایک وفد ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ چونکہ انہیں (یعنی گواہ کو) ریاض احمد گوہر شاہی کے متعلق کچھ غلط فہمیاں ہیں، لہذا وہ ان غلط فہمیوں کو دور کرنے آئے ہیں۔ انہوں نے گواہ مذکورہ کو ایک پریس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔

(باقی آئندہ)

صدائے دلنواز

مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ

کعبے کے بڑے دروازے پر لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے آنے جانے میں کافی دشواری آرہی تھی۔ کوئی آرہا تھا، کوئی جارہا تھا، ہٹو بچو! کی صداؤں سے کان پھٹے جارہے تھے، خاک کے بے جان بتوں پر سجدہ ریز ہونے اور ان کے سامنے اپنی جبینوں کو خم کرنے کے لئے لوگ جوق در جوق کعبے کے صحن میں پہنچ رہے تھے۔

اس ہنگامہ آرائی سے بے نیاز بحر تصورات میں غوطہ زن ابوجہل کا سردار دروازے کے بائیں جانب دیوار کے سائے میں کھڑا اپنے وجود سے بے خبر گہری سوچوں میں گم تھا۔ کافی دیر اسی حالت میں گزر گئی کہ اچانک ایک جانی پہچانی آواز نے اسے حقیقت کی دنیا میں لا کھڑا کیا۔ کیا سوچ رہے ہو؟

امیہ! یہی سوچ رہا ہوں ابوجہل کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھتے ہوئے اسلامی انقلاب کو کیسے روکا جائے۔ جو آہستہ آہستہ ہمارے گھروں کی بنیادوں میں شگاف ڈال رہا ہے اور ہمارے آبائی مذہب کا خاتمہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔

ارے امیہ! یہ بھلا سوچنے کی بات ہے؟ لات و عزیٰ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کام ہی تمام کر دیں گے، یا اگر وہ زندہ بھی رہا تو اس کی تحریک اس کے گھر کی چاردیواری تک ہی محدود رہے گی۔ سناؤ تمہارے غلام کا دماغ درست ہوا ہے یا نہیں؟

ارے ابوجہل! اس نوجوان کی مستقل مزاجی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق و محبت نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اسلامی تبلیغ ہمارے غلاموں کو ہی نہیں ہماری اولادوں کو بھی اپنے آبائی مذہب سے منحرف کر دے گی۔

تم فکر نہ کرو امیہ! تیرا غلام یا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خدا کا نام لینا چھوڑ دے گا یا آج میدان حرہ کی تپتی ہوئی ریت کے ذرات اس کی حالت بسمل پر قہقہے بلند کر رہے ہوں گے۔ چلو امیہ اس کی خبر لیتے ہیں۔

وہ دونوں امیہ کے گھر کی جانب چل پڑے، ابوجہل کی آنکھیں لال پیلی ہو رہی تھیں، ان میں ظلم و بربریت اور انتقام کے شعلے رقص کر رہے تھے، چال میں کبر و نخوت کا انداز نمایاں تھا۔ غم و غصہ سے امیہ کا وجود کانپ رہا تھا۔ آج وہ سرداری کے نشے میں مست ایک توحید پرست عاشق رسول کی قسمت کا فیصلہ کرنے جارہے تھے، مگر انہیں کیا خبر تھی کہ ہم جس کی مرگ و حیات کا فیصلہ کرنے جارہے ہیں ایک دن اس کی تلوار ہمارے جسموں سے گردنوں کے بوجھ کو ہٹا دے گی۔

وہ مختلف گلیوں سے ہوتے ہوئے اس پگڈنڈی پر ہو لئے جو میدان حرہ کے کنارے کے ساتھ ہوتی ہوئی قبیلہ بنو جمح تک جاتی تھی، وہ ایک حویلی کے پاس رکے اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے، یہ حویلی امیہ بن خلف کی تھی جونہی غلاموں کی نظر اپنے آقا پر پڑی، دوڑ کر اس کے اردگرد جمع ہوئے، وہ صابی کہاں ہے؟ امیہ گرجا!

آقا! آپ کے حکم سے ہم نے اسے دائیں طرف کونے والے مکان میں بند کیا ہوا ہے، میں نے تمہارے ذمہ جو کام لگایا تھا وہ کام کیا یا نہیں؟ امیہ پھر غلاموں سے مخاطب ہوا!

جی آقا! آج شب ہم نے اسے اتنا مارا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں سے خون کے فوارے نہ پھوٹے ہوں، اب ہمیں یقین ہے کہ وہاں آپ کو اس کی لاش ہی ملے گی۔

ابوجہل اور امیہ بن خلف اس مکان کے قریب گئے اور پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے، ان کے سامنے نیم بے ہوشی کی حالت میں ایک اٹھائیس سالہ نوجوان زمین پر لیٹا ہوا تھا، جس کے میلے کچیلے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ چکے تھے، ظلم و تشدد کی وجہ سے جسم لاغر و نحیف ہو چکا تھا، سر کے گھنے اور خمدار بالوں میں وقت سے پہلے ہی سفیدی آچکی تھی، چہرے کی سیاہ رنگت میں دکھوں اور غموں نے مزید اضافہ کر دیا تھا، جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں سے خون نہ ٹپکا ہو، سارا جسم زخموں سے چور تھا، پیاس سے ہونٹ خشک تھے، بھوک کی وجہ سے پسلیاں اندر کی جانب دھنسی ہوئی تھیں۔

امیہ آگے بڑھا اور نوجوان کی گردن کو پاؤں سے دباتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا! او صابی! کونسی موت مرنا پسند کرے گا؟ عزت کی موت یا ذلت کی؟

نوجوان! پہلو بدلتے ہوئے امیہ سے

ختم نبوة

مخاطب ہوا! اے جمح کے سردار میں وہ موت مرنا پسند کروں گا جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں دی جائے۔

امیہ اپنے غلام کا یہ جواب سن کر غیظ و غضب سے پاگل ہو گیا۔ اچھا تو اب دیکھوں گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا خدا تمہیں کیسے چھڑاتا ہے؟ یہ کہتے ہی امیہ اس نوجوان پر ٹوٹ پڑا مگر قربان جایئے اس نوجوان پر کہ اتنی مار پڑتی رہی مگر منہ سے آہ تک نہ ہائے۔ ایک ہی صدا لب سے نکلتی رہی: احد! احد! (یعنی معبود ایک ہے)۔

امیہ پر یہ نعرہ بجلی بن کر گرتا اور وہ طیش میں آجاتا، امیہ نے اس نوجوان کو اتنا مارا کہ خود تھک کر پیچھے ہٹ گیا، نوجوان کا سارا جسم لہولہان ہو چکا تھا مگر عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر مدہوش تھا کہ سوائے احد احد کے لب سے کوئی اور لفظ نکلنا دل کو گوارا ہی نہیں تھا۔

ابو جہل آگے بڑھا اور نوجوان کو پاؤں کی ٹھوکر سے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھنے لگا؟

اے صابی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خدا کی عبادت چھوڑ دے ورنہ تیری موت سمیہ سے بھی زیادہ دہشت ناک ہو گی، بتا آئندہ کس کی پوجا کرو گے؟

لات و ہبل کا انکار کروں گا اور خدائے واحد کی پرستش کروں گا، جواب میں زخمی نوجوان بولا۔

یہ فقرہ سن کر ابو جہل جلال میں آگیا اور غلاموں کو بلا کر حکم دیا کہ اس صابی کے کپڑے اتار کر لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر گلیوں میں گھسیٹتے ہوئے حرہ کی میدان میں لے جاؤ، وہاں اس کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور خدا پرستی کا جذبہ دیکھیں گے!

ابو جہل کا یہ حکم سنتے ہی قبیلہ بنو جمح کے تمام لوگ اکٹھے ہو گئے اور نوجوان کے کپڑے اتار کر لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر گلیوں میں لاش کی طرح گھسیٹتے ہوئے حرہ کے میدان کی طرف لے چلے، دو رویہ قطاروں میں کھڑے لات و ہبل کے پجاری سنگ باری کر رہے تھے، کوئی گلی ایسی نہ تھی جہاں عشق نے لہو سے زمین کو رنگین نہ کیا ہو، یہ کون ہے جن کا نام مبارک آج بھی لب پر ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ساتھی، برگزیدہ بزرگ صحابیؓ امت مسلمہ کے دل کی دھڑکن مؤذن مسجد نبوی سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ۵۸۳ء کو رباح کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد رباح حبشہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے قبل ہی رباح اپنی اہلیہ کے ہمراہ حبشہ سے ہجرت کر کے مکہ میں مستقل سکونت پذیر ہو گئے تھے، جہاں پر آپ کی تنگدستی اور مفلسی سے بنو جمح نے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کو غلام بنالیا۔ حضرت بلالؓ بھی دور غلامی میں ہی پل بڑھ کر جوان ہوئے۔

والد کے انتقال کے بعد امیہ کی غلامی کا کام آپ کے سپرد ہو گیا اور یوں زندگی کے اٹھائیس سال امیہ جیسے ظلم پرست کی خدمت میں بسر ہوئے۔ اس وقت عرب کی حالت بہت خراب تھی، ہر طرف گمراہی اور ضلالت کے ابر چھائے ہوئے تھے۔ انسانیت تباہ وبر، ہو چکی تھی۔ شرک و بدعت عام ہو چکی تھی، خدائے واحد کے پرستار لات و ہبل کے پجاری بنے ہوئے تھے، یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کے ابتدائی دور کا زمانہ تھا۔ حضرت بلالؓ اس وحشت ناک اور گمراہ کن دور میں بھی طبعاً نہایت نیک نفس اور پاکباز تھے۔ آپ کی فطرت میں شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ شروع سے ہی آپ اس مشرکانہ اور باغیانہ معاشرے سے نفرت کرتے تھے۔

اسی اثنا میں دعوت توحید کی صدا بلند ہوئی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خدائے واحد کی پرستش کی طرف بلانا شروع کیا۔ بت پرستی اور دوسری گندی رسومات کی مخالفت شروع کی، لوگوں کو انسانیت کا جام پینے کی دعوت دی۔

مگر بجائے اس کے کہ لوگ اس دعوت حق پر لبیک کہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہو گئے اور ہر طرف سے عداوت و بغاوت کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو گئیں مگر اس دعوت کی حقیقت کو جاننے والوں نے دیر نہ کی اور زمانے سے بے خوف و خطر کلمہ حق کہہ دیا۔

انہی میں سے حضرت بلالؓ بھی تھے جو دعوت حق کے ابتدائی کٹھن اور مشکل دور میں دائرہ اسلام میں آگئے، اس طرح آپ کو: "سابقون الاولون" کی بہترین جماعت میں امتیازی حیثیت حاصل ہو گئی۔

ادھر امیہ بن خلف کو بھی حضرت بلالؓ کے اسلام لانے کا علم ہو چکا تھا، چونکہ امیہ مسلمانوں کا سخت دشمن تھا بھلا وہ کیسے گوارہ کر سکتا تھا کہ اس کا غلام لات و ہبل کا باغی ہو کر خدائے واحد کی پرستش کرے، اس نے حضرت بلالؓ کو بلایا اور پوچھا:

"میں نے سنا ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی عبادت کرتے ہو اور تمہیں یہ نہیں معلوم کہ تم میرے غلام ہو، تم لات و عزیٰ کے علاوہ کسی اور خدا کی پوجا نہیں کر سکتے۔"

حضرت بلالؓ نے بے خطر بے دھڑک جواب دیا:

"تم میرے وجود پر حکمرانی کر سکتے ہو مگر میرا دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی قبول کر چکا

ہے۔"

اچھا تو اب آپ لات و ہبل کا انکار کرتے ہیں ؟ جی ہاں ! میں خدائے واحد کے علاوہ خدائی دعویٰ رکھنے والی ہر چیز کا انکار کرتا ہوں۔

امیہ اپنے غلام سے یہ الفاظ سن کر آپے سے باہر ہو گیا اور حضرت بلالؓ پر ظلم و ستم کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا، تاکہ یہ یکجائی سے ہر جائی ہو جائے، مگر ایک در پر جھکنے کے بعد اب بے جان بتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی ہمت بلالؓ میں نہ تھی، وہ مر تو سکتا تھا، جلتے ہوئے انگاروں پر لیٹ تو سکتا تھا مگر کسی اور کے در پر جھکنے کو تیار نہ تھا۔

حضرت بلالؓ پر اذیتوں کا دور شروع ہو گیا، دن کو گلے میں رسی ڈال کر اوباش لڑکوں کے حوالہ کر دیا جاتا جو سارا دن مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے رہتے اور آپ "احد احد" کی صدائیں بلند کرتے۔ خون میں لت پت جسم رات کو گرم اور اندھیری کوٹھری میں پڑا ہوتا۔ ہر روز نئے نئے مظالم تجویز ہوتے اور آپ ان تمام مظالم کی تجربہ گاہ ہوتے، کئی کئی دن کھانا بند کر دیا جاتا کہ شاید "احد احد" کی صدائیں چھوڑ دے مگر جوں جوں مظالم کی بارش تیز ہو رہی تھی، حضرت بلالؓ کے ایمان میں پختگی اور حوصلوں کو بلندی مل رہی تھی، اب آپ دنیا کے تمام مصائب والم برداشت کر سکتے تھے مگر دین محمدی کو نہیں چھوڑ سکتے تھے، آپ کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے مگر جبیں مبارک پر بل تک نہ پڑتا اور زبان سے "احد، احد" کے سوا کچھ نہ نکلتا۔

امیہ اور ابو جہل حضرت بلالؓ کو مار مار کر تھک جاتے مگر رحم نہ آتا، امیہ دن کے وقت کپڑے اتار کر لوہے کی زرہ پہناتا اور پھر گھسیٹ کر میدان حرہ کی جلتی ہوئی گرم ریت پر لے جاتا۔ سارا سارا دن تپتی ہوئی ریت پر تڑپتے رہتے اور "احد، احد" کی صداؤں سے میدان حرہ کے ذرات گونجتے رہتے، مشرکین مکہ حضرت بلالؓ کی یہ حالت دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے، حرہ کا میدان ہر روز حضرت بلالؓ کے رقص بسمل کا اکھاڑہ بنتا۔

دوسری طرف کاشانہ نبوت میں بھی احد احد کی صدائیں پہنچ چکی تھیں۔ اس لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلالؓ کو آزادی دلانے کے لئے ہر وقت بے چین رہتے تھے، حضرت ابو بکر صدیقؓ چونکہ قبیلہ بو جمح کے محلے ہی میں رہتے تھے اس لئے آتے جاتے حضرت بلالؓ پر نت نئے مظالم دیکھ کر کانپ اٹھتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس سے باخبر کرتے۔

ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راستے سے گزر رہے تھے کہ راستے میں دیکھا حضرت بلالؓ کو مکے کے اوباش نوجوان گلیوں میں گھسیٹ رہے تھے۔ واپس آئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا: اے صدیق! اگر رقم ہوتی تو بلالؓ کو خرید لیتا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آئے اور سیدھے امیہ کے گھر کی طرف چل پڑے۔

امیہ حضرت بلالؓ کو جلتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر خوشی و مسرت کے قہقہے بلند کر رہا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آگے بڑھے اور امیہ سے مخاطب ہوئے، اے امیہ! اس بے چارے پر کیوں ظلم کرتے ہو، اس نے تیرا کیا بگاڑا ہے، خدا کو ناراض نہ کر، ابو بکرؓ تم کون ہوتے ہو مجھے روکنے والے، جاؤ اپنا کام کرو، میں تمہارے خدا کا پجاری نہیں ہوں جو مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔

دیکھ امیہ تو سردار ہے، یہ تیرے شایان شان نہیں کہ تو ایک بے کس پر ظلم کرے، صدیق اکبرؓ امیہ کو سمجھا رہے تھے کہ حضرت عباسؓ تشریف لے آئے جو یہ ساری باتیں سن چکے تھے۔ آتے ہی امیہ سے مخاطب ہوئے۔ امیہ اگر تم بلالؓ سے اتنے زیادہ تنگ ہو تو صدیق اکبرؓ کو بیچ دو۔ امیہ حقارت سے اگر صدیقؓ اس کی قیمت ادا کر سکتا ہے تو میں اسے آج ہی آزاد کرتا ہوں، حضرت صدیق اکبرؓ جھٹ بولے کیا لو گے ؟ چالیس اوقیہ چاندی، ابو بکر صدیقؓ فوراً بولے مجھے منظور ہے اور یوں صدیق اکبرؓ حضرت بلالؓ کو عذاب سے نکال کر لے آئے اور آزاد کر دیا۔

آپ دونوں بارگاہ رسالت میں پہنچے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک جھلملا اٹھا اور فرمایا۔ ابو بکرؓ اس کار خیر میں مجھے بھی شریک کر لو۔

امیہ بن خلف کی غلامی سے آزادی پانے کے بعد ہر وقت آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے، آپ نے اپنی ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں وقف کر دی۔ حضرت بلالؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر اپنی سابقہ زندگی بھول گئے، کیونکہ حضرت بلالؓ جس منزل کے لئے مصائب و الم برداشت کر رہے تھے وہ آپ کو مل چکی تھی۔

جب مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر اذیتوں اور مصائب والم کی بارش تیز کر دی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ہجرت کا حکم دیا، تمام صحابیوںؓ کی طرح حضرت بلالؓ بھی مکہ میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کر گئے۔ مدینے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رویحہ عبداللہ بن عبدالرحمن انصاریؓ سے بھائی چارہ کرادیا، آپس میں دونوں ایسے رہنے لگے، جیسے سگے بھائی ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کی معمولی تکلیف گوارہ نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے زمانے میں حضرت بلالؓ شام کی مہم پر جانے لگے تو حضرت بلالؓ سے پوچھا گیا کہ وظیفہ کون وصول کرے گا۔ حضرت بلالؓ نے جواب دیا ابو رویحہؓ

کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں میں جو بھائی چارہ کرایا تھا وہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔

ہر وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو اخراجات کا انتظام کرنا، دیگر گھریلو مسائل حل کرنا آپ ہی کے ذمہ تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ سے بہت محبت کرتے، آپ کو خلوت و جلوت میں ساتھ رکھتے۔

ہجرت کے بعد جب مسجد نبوی تعمیر ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے لئے حضرت بلالؓ کو منتخب کیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی آواز عطا کی تھی جو مردہ دلوں کو گرما دیتی۔ سننے والے تمام کام ادھورے چھوڑ کر مسجد کی جانب دوڑ پڑتے، بچے کھیل چھوڑ کر جمع ہو جاتے۔ عورتیں گھریلو کام کاج چھوڑ کر اذان کی طرف متوجہ ہو جاتیں، فضائیں رک جاتیں۔ سارے عالم پر مدہوشی کی کیفیت چھا جاتی۔ کائنات کا ذرہ ذرہ حضرت بلالؓ کی آواز سنتا، عندلیبان چمن بھی نغمہ سرا ہو جاتیں۔ پھولوں کی مہک سے بھی صدا اٹھتی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابیؓ کی آواز سے مسرور ہو جاتے۔ صحابہ کرامؓ اپنے دوست کی دلنشین آواز پر جھوم جاتے، آسمان کی بلندی حضرت بلالؓ کی آواز سننے کے لئے زمین پر جھک جاتی۔ ملائکہ عرش پر حضرت بلالؓ کی آواز سے ہم زبان ہو کر اذان کے الفاظ گنگناتے، کفار کے دل دہل جاتے، چاروں طرف ہر شے خدائے واحد کی حمد و ثنا کرتی نظر آتی۔ آپ کو ہر وقت آخرت کا فکر دامن گیر رہتا اکثر ساری ساری رات روتے رہتے۔ ایک دن فجر کی نماز کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو بلا کے پوچھا۔

اے بلالؓ! تم کونسا عمل کرتے ہو جس پر سب سے زیادہ اجر و ثواب کی امید ہو کیونکہ میں نے اپنے آگے جنت میں تمہارے قدموں کی آواز سنی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسا عمل تو کوئی نہیں کیا البتہ دن رات میں میرا کوئی وضو ایسا نہیں ہے جس کے بعد میں نے دو رکعت نماز نہ پڑھی ہو۔

مدینے میں پہنچ کر صحابہ کرامؓ آزادی سے زندگی بسر کر رہے تھے، یہاں نہ کوئی ظالم تھا نہ مظلوم بلکہ نئے بدوں کی ایک نئی دنیا آباد ہو چکی تھی۔ سب اپنے تھے غیر کوئی نہ تھا۔ سب دوست تھے دشمن کوئی نہ تھا، دوسری طرف مشرکین مکہ نے جب یہ دیکھا کہ مسلمان سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور دین اسلام کی اشاعت بلا روک ٹوک ہو رہی ہے تو انہوں نے مسلمانوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے ایک بڑا جنگجو قافلہ (جو سامان حرب سے لیس تھا) لے کر مدینہ پر چڑھائی شروع کر دی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام احد کی جانب چل پڑے، ان مجاہدین اسلام میں حضرت بلالؓ بھی پیش پیش تھے۔ تمام صحابہ کرامؓ شہادت کے نشے میں جھوم رہے تھے، احد کے مقام پر حق و باطل کا ٹکراؤ ہوا۔ مجاہدین اسلام دین کی سربلندی کے لئے اپنے خاندان والوں سے ٹکرا گئے۔ اگر تیغ حق کے نیچے بھائی آیا تو اس کے بھی ٹکڑے ہو گئے۔ اگر والد آیا تو وہ بھی کٹ مرا۔

حضرت بلالؓ بھی اپنی تلوار کے کرتب دکھا رہے تھے کہ اچانک امیہ پر نظر پڑ گئی جو بھاگے جا رہا تھا۔ حضرت بلالؓ نے صحابہؓ کو آواز دی وہ دیکھو دشمن خدا بھاگ رہا ہے۔ صحابہؓ یہ آواز سنتے ہی دوڑ پڑے اور امیہ کو پکڑ کر حضرت بلالؓ کے پاس لے آئے جنہوں نے تلوار سے امیہ کی گردن اڑا دی۔

صدیق اکبرؓ نے جب امیہ کی گردن کو تڑپتے دیکھا تو فرمایا مبارک ہو بلالؓ اللہ تعالیٰ تمہیں خیر و برکت سے نوازے تم نے دشمن خدا سے اپنا انتقام لے لیا۔

حضرت بلالؓ بدر سے لے تبوک تک تمام غزوات میں شامل ہوئے اور اپنی بہادری و شجاعت مندی کے جوہر دکھائے۔ آپ فرمایا کرتے میں صرف ایک حبشی ہوں جو کل تک معمولی غلام تھا، لوگو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ اور جہاد کرو، پھر جب سرور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینے میں آپ کی شادی کا بندوبست کرنے کا ارادہ کیا تو مدینے کے بڑے بڑے اہل ثروت آپ کو لڑکی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہر ایک صحابیؓ کی یہ تمنا تھی کہ حضرت بلالؓ اس کا داماد بنے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی زہرہ اور حضرت ابوالدرداؓ کے خاندان میں حضرت بلالؓ کا رشتہ کر دیا، بعد میں حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی سے بھی نکاح ہوا۔ حضرت بلالؓ جو کل تک غلام تھے مدینہ پہنچ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں وہ عظمت اور بلندی ملی کہ حضرت بلالؓ کی ایک ایک ادا صحابہ کرامؓ کے دل کی دھڑکن بن گئی۔

جب مکہ فتح ہوا تو حضرت بلالؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے۔ آپ نے کعبے کو بتوں سے پاک کیا اور حضرت بلالؓ سے فرمایا:

اے بلال کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر صدائے تکبیر بلند کرو، حضرت بلالؓ چھت پر چڑھے اور اذان دینا شروع کی۔ سارے عالم پر ایک عجیب سی کیفیت چھا گئی، یہ وہی مکہ تھا جہاں حضرت بلالؓ کو احد احد کی صدائیں بلند کرنے کے جرم میں جلتے ہوئے انگاروں پر لٹایا جاتا، گلیوں میں

گھسیٹا جاتا، پتھر مارے جاتے، وہیں پر آج بلال ؓ سرعام حق کی صدا بلند کر رہا تھا، کل تک حضرت بلال ؓ پر حکمرانی کرنے والے آج اسی کی آواز سے کانپ رہے تھے، بت ٹوٹ رہے تھے، بے خانے اجڑ رہے تھے خزائیں رخت سفر باندھ رہی تھیں۔ حضرت بلال ؓ کی آواز کو آج فرش سے عرش تک تمام مخلوق سن رہی تھی۔

صحابہ کرام ؓ عجیب کیفیت میں مبتلا تھے، کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو نم نہ ہوئی ہو، کوئی مشرک ایسا نہ تھا جس کے دل پر یہ آواز بجلی بن کر نہ گری ہو، اذان کب کی ختم ہو چکی تھی مگر صحابہ کرام ؓ جوں کے توں جامد و ساکت کھڑے تھے جیسے اب تک حضرت بلال ؓ کی صدا بلند ہو رہی ہو۔

طیور اپنے آشیانوں میں دبکے ہوئے تھے، جیسے اس آواز نے ان کی طاقت پرواز کو سلب کر لیا ہو، اب حضرت بلال ؓ کی اذان کی صدا ہر روز آتی اور بے چین لوگوں کو قرار بخشتی مگر اچانک حضرت بلال ؓ کی صدائے دلنشین آنا بند ہو گئی۔ ہر کوئی پریشان تھا دل بے قراری کے عالم میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آج بلال ؓ کی دنیا ویران ہو گئی۔ کائنات ذرہ ذرہ آنسو بہا رہا تھا، ہر کوئی بلال ؓ کی غم خواری کر رہا تھا، بلال ؓ کا سب کچھ لٹ چکا تھا کیونکہ آپ کے دل کی دھڑکن اور محبوب ہستی سرور عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے، اس غم میں آپ نے اذان دینا چھوڑ دی۔ ہر وقت اداس اور کیفیت غم میں ڈوبے رہتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد محبوب خدا کے رفیق غار خلیفہ اول صدیق اکبر ؓ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور فرمایا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

خدا کی راہ میں جہاد کرنا مومن کا سب سے بہتر کام ہے، اس لئے اپنی بقیہ زندگی راہ خدا میں گزارنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ یہ سن کر افسردہ ہو گئے اور فرمایا اے بلال ؓ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں میرے اعضائے جسم کمزور ہو چکے ہیں۔ زندگی کے نامعلوم کتنے دن باقی ہیں۔ اس لئے میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں مجھے تنہا چھوڑ کر نہ جاؤ۔ حضرت بلال ؓ نے بات مان لی اور رک گئے مگر جب حضرت عمر فاروق ؓ کا دور آیا تو آپ نے خلیفہ ثانی شیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر ؓ سے جہاد کی اجازت مانگی حضرت عمر ؓ نے بھی روکنا چاہا مگر آپ نہ رکے تو عمر فاروق ؓ نے شام کی مہم پر روانہ کر دیا۔ آپ ہر معرکے میں پیش پیش ہوتے۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے دور میں جب بیت المقدس فتح ہوا تو آپ خود وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں پر حضرت بلال ؓ بھی موجود تھے۔ حضرت عمر ؓ نے حضرت بلال ؓ سے اذان کی فرمائش کی۔ حضرت بلال ؓ فرمانے لگے: "اے عمر ؓ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت فرمانے کے بعد عہد کیا تھا کہ آئندہ اذان نہیں دوں گا، مگر آج آپ کی فرمائش کو رد نہیں کر سکتا اور اذان دینے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جونہی اللہ اکبر کی صدا بلند کی سننے والوں پر غشی طاری ہو گئی۔ صحابہ کرام ؓ کے قلب و جگر کٹنے لگے۔ صحابہ کرام ؓ کی آنکھوں کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا ایک ایک لمحہ گھومنے لگا، فضائیں تھر تھرانے لگیں اور عالم کائنات میں کہرام مچ گیا۔ حضرت عمر ؓ چیخیں مار مار کر رو رہے تھے۔ بلال ؓ کی آواز روح کی گہرائیوں سے اٹھ رہی تھی اور دلوں کو چھلنی کر رہی تھی۔ بلال ؓ جب شام کے معرکوں سے فارغ ہوئے تو شام ہی کے ایک گاؤں خولان میں مستقل طور پر رہنے لگے۔ اب آپ بوڑھے ہو چکے تھے، کمزوری کا غلبہ تھا، اکثر بیمار رہتے۔ اس لئے جہاد کے لئے بہت کم جاتے، ایک دن عشا کی نماز پڑھی اور مسجد میں ہی اونگھ آگئی، خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: اے بلال ؓ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ ہماری زیارت کو آئیں۔ اس خواب نے بلال ؓ کے من میں آگ لگا دی۔ روح بے چین ہو گئی، محبت کی چنگاری بھڑک اٹھی۔ دوسرے دن مدینہ منورہ کی جانب چل پڑے۔ دور سے ہی مدینہ کے در و دیوار کو دیکھ کر رو پڑے اور بے تابانہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دوڑ پڑے۔ مدینے میں ہر طرف شور برپا ہو گیا، بلال ؓ آگئے بلال ؓ آگئے، یہ سن کر حسن ؓ اور حسین ؓ بھی دوڑے آئے اور آپ کی ٹانگوں کے ساتھ لپٹ گئے اور بلال ؓ سے فرمائش کرنے لگے۔

بابا بلال ؓ کل فجر کی اذان آپ دینا۔ دل میں تو اذان نہ دینے کا عہد کیا ہوا تھا مگر پھول کے جگر پاروں کی خواہش کو کیسے ٹالتے، دوسرے دن فجر کے وقت مسجد نبوی کی چھت پر چڑھے اور اذان دینا شروع کی۔ جونہی بلال ؓ کی صدا بلند ہوئی مدینے کی گلیوں میں کہرام مچ گیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ رسول کرام صلی اللہ علیہ وسلم کا آج ہی انتقال ہوا ہو۔ صحابہ کرام ؓ روتے روتے بے حال ہو گئے۔ ہر چیز اشک فشاں تھی، در و دیوار رو رہے تھے۔ جب بلال ؓ کی صدا سنتے ہی مسجد کی جانب دوڑ پڑے۔ نماز ادا کی اور پھر جلد ہی ساتھیوں سے اجازت لے کر واپس چلے گئے اور بقیہ زندگی خولان میں گزار دی۔ بلال ؓ نے اپنی زندگی میں متعدد نکاح کئے مگر کسی بیوی سے اولاد نہیں ہوئی۔ آخر ۲۰ ہجری کو ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ دمشق میں باب صغیر کے قریب تدفین ہوئی۔ جب حضرت بلال ؓ کی وفات کی خبر مدینے پہنچی تو حضرت عمر ؓ رو رو کے بے ہوش ہو گئے اور بار بار فرماتے تھے۔ آہ! ہمارا سردار بلال ؓ ہمیں داغ جدائی دے گیا۔

ختم نبوۃ

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس

اسلامی ثقافت اور معیاری ذوق کا آئینہ دار

آدمی کی شخصیت کا واضح اظہار اس کے لباس سے بھی ہوتا ہے، اس کی وضع و قطع، قصر و طول، رنگت، معیار، صفائی اور ایسے ہی مختلف پہلو بتا دیتے ہیں کہ کسی لباس میں ملبوس شخصیت کس ذہن و کردار سے آراستہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کے بارے میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا کرام نے جو معلومات دی ہیں وہ بڑی حد تک آنجناب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذوق کو نمایاں کر دیتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس کے معاملے میں درحقیقت اس آیت حکمہ کی عملی تشریح پیش فرمائی ہے:

ترجمہ: ''اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے ستر ڈھانپنے والا اور تمہیں زینت دینے والا لباس تمہارے لئے مقرر کیا ہے اور لباس تقویٰ بہترین لباس ہے۔''(الاعراف: ۲۶)

دوسرا پہلو لباس کا: ''سرابیل تقیکم الحرو سرابیل تقیکم باسکم''،''تمہیں گرمی سے بچانے اور جنگ میں محفوظ رکھنے کے لئے قمیض اور زرہیں فراہم کیں۔''(النحل: ۸۱)

کے الفاظ میں بیان ہوا۔

اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس سادہ تھا، زینت بخش تھا اور بر ایں ہمہ لباس تقویٰ تھا۔ اس میں ضرورت کا بھی لحاظ تھا، وہ چند کڑے اخلاقی اصولوں کی پابندی کا مظہر بھی تھا، اور ذوق سلیم کا ترجمان بھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبر و ریا سے بُعد تھا اور ٹھاٹ بھاٹھ سے رہنا پسند نہ تھا۔ فرمایا:

''میں تو بس خدا کا ایک بندہ ہوں اور بندوں (ہی) کی طرح (کا) لباس پہنتا ہوں۔'' (المواہب اللدنیہ ص ۳۸۲ /ج اول)

''ریشم، دیبا اور حریر کو مردوں کے لئے آپ نے حرام قرار دیا۔ ایک بار تحفہ میں آئی ہوئی ریشمی قبا پہنی اور فوراً اضطراب کے ساتھ اتار پھینکی۔''(مشکوۃ)

تہبند:

تہبند، قمیض اور عمامہ کی لمبائی چونکہ

تحریر: مفتی حکیم محمد عمر فاروق شیخ

علامت کبر تھی اور یہ طریق لباس متکبرین میں رائج تھا، اس لئے سخت تنفر تھا۔ (بہت سی روایات میں مثلاً حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی روایت اپنے والد محترم سے مندرجہ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، لباس شہرت پر وعید از ابن عمر رضی اللہ عنہ مندرجہ ترمذی، احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

دوسری قوموں خصوصاً مذہبی طبقوں کی مخصوص فیشنوں کی تقلید اور نقالی کو بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممنوع ٹھہرایا۔ (مثلاً روایت حضرت ابن عمر اللہ رضی اللہ عنہ مندرجہ مسند احمد و ابوداؤد) تاکہ امت میں اپنی خودی اور عزت نفس برقرار ہے۔ نیز فیشن اور لباس کی تقلید، نظریات و کردار کی تقلید پیدا کرنے کا سبب نہ بن سکے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی تمدن کے تحت فیشن، آداب اور ثقافت کا ایک نیا ذوق پیدا کر دیا، لباس میں موسمی، تحفظ، ستر، سادگی، لطافت و نفاست اور وقار کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص لحاظ تھا۔ اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کو وقت کے تمدنی دور اور عرب کی موسمی اور جغرافیائی اور تمدنی ضروریات و مروجات کے نقشے میں رکھ کر دیکھیں، تو وہ بڑے معیاری ذوق کا آئینہ دار ہے۔

آیئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس پر ایک نگاہ ڈالیں:

کرتہ:

(قمیض) بہت پسند تھا، کرتے کی آستین نہ تنگ رکھتے تھے نہ زیادہ کھلی، درمیانی ساخت پسند تھی، آستین کلائی اور ہاتھ کے جوڑ تک پہنچتی۔ سفر (خصوصاً جہاد) کے لئے جو کرتا پہنتے اس کے دامن اور آستین کا طول ذرا کم ہوتا۔ قمیض کا گریبان سینے پر ہوتا جسے کبھی کبھار (موسمی تقاضے کے تحت) کھلا بھی رکھتے، اور اسی

حالت میں نماز پڑھتے، کرتا پہنتے ہوئے سیدھا ہاتھ ڈالتے پھر الٹا، صحابہؓ کو بھی اس کی تعلیم دیتے۔ داہنے ہاتھ کی فوقیت اور اچھے کاموں کے لئے داہنے ہاتھ کا استعمال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی اسلامی ثقافت کا ایک اہم عنصر تھا۔

عمر بھر تہہ بند (لنگی) استعمال فرمایا جسے ناف سے ذرا نیچے باندھتے اور نصف ساق تک (ٹخنوں سے ذرا اونچا) سامنے کا حصہ قدرے زیادہ جھکا رہتا۔

پاجامہ:

(سراویل) دیکھا تو پسند کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب (رضوان اللہ علیہم) پہنتے تھے۔ ایک بار خود خرید فرمایا (اختلاف ہے کہ پہنا نہیں) اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں (بھی) موجود تھا۔ اس کی خریداری کا قصہ دلچسپ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لئے ہوئے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بازار گئے، اور بزازوں کے ہاں تشریف لے گئے، چار درہم پر پاجامہ خریدا۔ بازار میں اجناس کو تولنے کے لئے ایک خاص وزن مقرر تھا۔ وزن کرانے گئے اور اس سے کہا کہ اسے جھکتا ہوا تولو (اتزن وارجح) وزان کہنے لگا کہ یہ الفاظ میں نے کسی اور سے نہیں سنے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے توجہ دلائی، الا تعرف نبیک؟ یعنی تم اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہیں؟ وہ ہاتھ چومنے کو بڑھا، تو آپ نے روکا کہ یہ عجمیوں کا (یعنی غیر اسلامی) طریقہ ہے۔ بہر حال وزن کرایا اور پاجامہ خرید کر لے چلے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بڑے تعجب سے پوچھا کیا آپ اسے پہنیں گے؟ تعجب غالباً اس بنا پر ہوا ہوگا کہ ایک تو دیرینہ معمول میں ایسی نمایاں تبدیلی عجیب لگی، دوسرے پاجامہ اہل فارس کا لباس تھا اور تشبہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتناب (حالانکہ دوسرے تمدنوں کے اچھے اجزا کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرماتے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہاں! پہنوں گا! سفر میں بھی، حضر میں بھی، دن کو بھی، رات کو بھی، کیونکہ مجھے حفظ ستر کا حکم دیا گیا ہے اور اسے زیادہ ستر پوش لباس اور کوئی نہیں۔

(المواہب اللدنیہ ص ۱۳۶، ۷ ، ۱۳ / ج-۱)

عمامہ:

سر پر عمامہ (پگڑی) باندھنا پسند خاص تھا، نہ بہت بھاری ہوتا، نہ چھوٹا، ایک روایت کے لحاظ سے ۷ گز لمبائی ہوتی تھی۔ عمامہ کا شملہ بالشت بھر ضرور چھوڑتے، جو پیچھے کی جانب دونوں شانوں کے درمیان اڑس لیتے۔ تمازت آفتاب سے بچنے کے لئے شملہ کو پھیلا کر سر پر ڈال لیتے، اسی طرح موسمی حالات تقاضا کرتے تو آخری بل ٹھوڑی کے نیچے سے لے کر گردن کے گرد بھی لپیٹ لیتے تھے، کبھی عمامہ نہ ہوتا تو کپڑے کی ایک دھجی (رومال) پٹی کی طرح (ہی) سر پر باندھ لیتے، ایک رائے یہ ہے کہ ریا بیماری خصوصاً (دردسر) کی حالت میں ہوا، بر بنائے نظافت عمامہ کو تیل کی چکنائی سے بچانے کے لئے ایک فالتو کپڑا (عربی نام قناع) بالوں پر استعمال کرتے جیسے کہ آج کل بھی بعض لوگ ٹوپیوں کے اندر کاغذ یا سلولائیڈ کا ٹکڑا رکھ لیتے ہیں، یہ دھجی چکنی تو ہو جاتی تاہم نظافت کا یہ حال تھا کہ (روایات میں تصریح ہے) اسے کبھی میلا اور گندہ نہیں دیکھا۔ سفید کے علاوہ زرد رنگ کا عمامہ بھی باندھا ہے، اور فتح مکہ کے موقع پر سیاہ بھی استعمال فرمایا۔ عمامہ کے نیچے کپڑے کی ٹوپی بھی استعمال میں رہی اور اسے پسند فرمایا۔ نیز روایات کے بہ موجب، عمامہ کے ساتھ ٹوپی کا یہ استعمال گویا اسلامی ثقافت کا ایک مخصوص طرز تھا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے مقابلے پر امتیازی فیشن قرار دیا۔

ٹوپی:

عمامہ کے علاوہ کبھی خالی سفید ٹوپی بھی اوڑھتے۔ گھر میں اوڑھنے کی ٹوپی سر سے چپکی ہوئی ہوتی۔ سفر پر نکلتے تو اٹھی ہوئی باڑدار ٹوپی استعمال فرماتے۔ سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی دبیز ٹوپی بھی پہنی ہے۔

چادر:

اوڑھنے کی چادر ۴ گز لمبی ڈھائی گز چوڑی ہوتی تھی، کبھی لپیٹتے، کبھی ایک پلو سیدھے بغل سے نکال کر الٹے کندھے پر ڈال لیتے۔ یہی چادر کبھی کبھار بیٹھے ہوئے ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیتے اور بعض مواقع پر اسے تہہ کر کے تکیہ بھی بنا لیتے۔ معزز ملاقاتیوں کی تواضع کے لئے چادر اتار کر بچھا بھی دیتے۔ یمن کی چادر جسے حبرہ کہا جاتا تھا، بہت پسند تھی، اس میں سرخ یا سبز دھاریاں ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سیاہ چادر (غالباً بالوں کی) بھی بنوائی گئی۔ اسے اوڑھا تو پسینے کی وجہ سے بو دینے لگی چنانچہ نظافت طبع کی وجہ سے اسے پھر نہیں اوڑھا۔

نیا کپڑا خدا کی حمد اور شکر کے ساتھ بالعموم جمعہ کے روز پہنتے۔ فاضل جوڑا ہوا کر نہیں رکھتے، کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے، ان کی

ختم نبوت

مرمت کرتے، احتیاطاً گھر میں دیکھ لیتے کہ مجمع میں بیٹھنے کی وجہ سے (مجالس اور نمازوں میں میلے کچیلے لوگ بھی آتے تھے، اور صفائی کا عام معیار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے مسلسل تربیت کرکے برسوں میں بلند کیا) کوئی جوں وغیرہ نہ آگھسی ہو۔

جہاں ایک طرف فقر و سادگی کی وہ شان تھی، وہاں دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہبانیت کا سدباب بھی کرنا تھا، اور اس اصول کا مظاہرہ بھی مطلوب تھا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی عطاکردہ نعمت (رزق) کا اثر اس کے بندے سے عیاں ہو۔ (ترمذی، نسائی)

اسی لئے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھار عمدہ لباس بھی زیب تن فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلک اعتدال تھا اور انتہا پسندی سے امت کو بچانا مطلوب تھا، چنانچہ تنگ آستین کا رومی جبہ بھی پہنا۔ (بخاری و مسلم)

سرخ دھاری کا اچھا جوڑا بھی زیب بدن کیا طیلسانی قسم کا کسروانی جبہ بھی کبھی کبھار پہنا۔ (المواہب اللدنیہ، وعن اسماء بنت ابی بکر مسلم)

جس کے گریبان کے ساتھ ریشمی گوٹ لگی تھی۔ ایک بار ۲۷ اونٹنیوں کے بدلے میں ایک قیمتی جوڑا خرید فرمایا، اور پہنا اور اس کے ساتھ نماز بھی پڑھی۔ یہ تفسیر تھی اس قول قرآنی کی کہ: "قل من حرم زینة الله التی" (پوچھو! کون ہے اللہ کی عطاکردہ زینت کو حرام کرنے والا) بس یہ ہے کہ معمول عام سادگی تھا۔

کپڑوں کے لئے سب سے بڑھ کر سفید رنگ مرغوب خاطر تھا۔ فرمایا: "سفید کپڑے پہنا کرو، اور سفید ہی کپڑوں سے اپنے مردوں کو کفن دو، کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں۔" (عن سمرۃ احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

ارشاد فرمایا: "حق یہ ہے کہ تمہارے لئے مسجدوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے کا بہترین لباس سفید لباس ہے۔" (ابوداؤد، ابن ماجہ)

سفید کے بعد سبز رنگ بھی پسندیدہ تھا، لیکن بالعموم اس شکل میں کہ ہلکی سبز دھاریاں ہوں، اسی طرح خالص شوخ سرخ رنگ بہت ہی ناپسند تھا۔ (لباس کے علاوہ بھی اس کے استعمال کو بعض صورتوں میں ممنوع فرمایا) تاہم ہلکے سرخ رنگ کی دھاریوں والے کپڑے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنے، ہلکا زرد (میالا یا شتری) رنگ بھی لباس میں دیکھا گیا۔

جوتا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا مروجہ عربی تمدن کے مطابق چپل یا کھڑاؤں کی سی شکل کا تھا، جس کے دو تسمے تھے، ایک انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کے درمیان رہتا، دوسرا چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی کے بیچ میں۔ جوتے پر بال نہ ہوتے تھے، جیسے کہ معمولی ذوق کے لوگوں کے جوتے پر ہوتے ہیں، یہ ایک بالشت دو انگل لمبا تھا۔ تلوے کے پاس سے سات انگل چوڑا، اور دونوں تسموں کے درمیان پنجے پر سے دو انگل کا فاصلہ تھا، کبھی کھڑے ہو کر پہنتے، کبھی بیٹھ کر بھی، پہنتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں ڈالتے پھر بایاں، اور اتارتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں نکالتے اور پھر دایاں۔

موزے:

موزے بھی استعمال میں رہے، سادہ اور معمولی بھی، اور اعلیٰ قسم کے بھی۔ شاہ نجاشی نے سیاہ رنگ کے سادہ موزے بطور تحفہ بھیجے تھے۔ انھیں پہنا اور ان پر مسح فرمایا۔ اسی طرح معروف صحابی رسول گلستان نبوت کے پھول حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے بھی موزے تحفے میں پیش کئے تھے، ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھٹنے تک استعمال فرمایا۔

چاندی:

چاندی کی انگوٹھی بھی استعمال فرمائی، جس مین کبھی چاندی کا نگینہ ہوتا تھا، کبھی حبشی پتھر کا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا پترا یا پالش چڑھا ہوا تھا۔ دوسری طرف یہ واضح ہے کہ لوہے کی انگوٹھی اور زیور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کراہت فرمائی ہے۔ انگوٹھی عموماً داہنے ہی ہاتھ میں پہنی۔ کبھی کبھار بائیں میں بھی درمیانی اور شہادت کی انگلی میں نہ پہنتے۔ نگینہ اوپر رکھنے کی جائے ہتھیلی کی طرف رکھتے، انگوٹھی پر "محمد رسول اللہ" کے الفاظ ترتیب وار نیچے سے اوپر کو تین سطروں میں کندہ تھے۔ اس سے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطوں پر مہر لگاتے تھے، حضرات محققین کی یہ رائے قرین صحت ہے کہ انگوٹھی مہر کی ضرورت سے ہوائی تھی، اور سیاسی منصب کی وجہ سے اس کا استعمال ضروری تھا۔

وضع، قطع اور آرائش:

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بال بہت سلیقے سے رکھتے، ان میں کثرت سے تیل لگاتے، کنگھا کرتے، مانگ نکالتے، لبوں کے زائد بال تراشنے کا اہتمام تھا، داڑھی کو بھی طول و عرض میں (خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے) ہموار کرتے۔ اس

معاملہ میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو باقاعدہ تربیت دیتے۔ مثلاً ایک صحابی کو پراگندہ مو دیکھا تو گرفت فرمائی۔ ایک صحابی کی داڑھی کے زائد بال بہ نفسِ نفیس تراشے۔ ارشاد فرمایا: جو شخص سر یا داڑھی کے بال رکھتا ہو اسے چاہئے کہ ان کو سلیقے اور شائستگی سے رکھے۔ "مثلاً: سیدنا حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "اکرمھا" ان کو سنوار کے رکھو۔" (عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ابوداؤد)

یہ تاکیدیں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے فرمائی تھیں کہ بسا اوقات مذہبی لوگ صفائی اور شائستگی کے تقاضوں سے غافل ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً جب رنگ تصوف بڑھتا ہے اور رہبانیت ابھرتی ہے تو غلیظ رہنا علو مرتبت کی دلیل بن جاتا ہے۔ اس خطرے کا سدباب فرمایا۔ سفر و حضر میں سات چیزیں ہمیشہ ساتھ رہیں:

"تیل کی شیشی، کنگھا (ہاتھی دانت کا بھی)، سرمہ دانی (سیاہ رنگ کی)، قینچی، مسواک، آئینہ، لکڑی کی ایک پتلی پچی۔"

سرمہ:

سرمہ رات کو سوتے وقت (تاکہ زیادہ نمایاں نہ ہو) تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگاتے۔ آخر رات میں حاجات سے فارغ ہو کر وضو کرتے، لباس طلب کرتے اور خوشبو لگاتے، ریحان کی خوشبو پسند تھی۔ مہدی کے پھول بھی بھینی بھینی خوشبو کی وجہ سے مرغوب تھے۔ مشک اور عود کی خوشبو سب سے بڑھ کر پسندیدہ رہی۔ گھر میں خوشبو دار دھونی لیا کرتے تھے، ایک عطردان تھا جس میں بہترین خوشبو موجود رہتی اور استعمال میں آتی۔ (کبھی سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے دست مبارک سے خوشبو لگاتیں) مشہور بات تھی کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جس کوچے سے گزر جاتے تھے دیر تک اس میں مہک رہتی تھی اور فضائیں بتادیتی تھیں کہ:

"گزر گیا ہے ادھر سے وہ کاروانِ بہار"

خوشبو ہدیہ کی جاتی تو اسے ضرور قبول فرماتے، اور اگر کوئی خوشبو کا ہدیہ لینے میں تامل کرتا تو ناپسند فرماتے۔ اسلامی ثقافت کے مخصوص ذوق کے تحت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے ایسی خوشبو پسند فرمائی جس کا رنگ مخفی رہے اور مہک پھیلے۔ جبکہ عورتوں کے لئے وہ جس کا رنگ نمایاں ہو مہک مخفی رہے۔

رفتار:

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چال، عظمت، وقار، شرافت اور احساس ذمہ داری کی ترجمان تھی۔ چلتے تو مضبوطی سے قدم جما کر چلتے، ڈھیلے ڈھالے طریقے سے قدم گھسیٹ کر نہ چلتے، بدن سمٹا ہوا، دائیں بائیں دیکھے بغیر چلتے۔ قوت سے قدم کو آگے بڑھاتے، قامت میں آگے کی طرف قدرے جھکاؤ ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اونچائی سے نیچے کو اتر رہے ہیں۔

ہند ابی ہالہؓ کے الفاظ: "گویا زمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کے ساتھ ساتھ لپٹتی جارہی ہے۔" رفتار تیز ہوتی، قدم کھلے کھلے رکھتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم معمول رفتار سے چلتے مگر بقول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: "ہم مشکل سے ساتھ دے پاتے۔" نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار یہ پیغام بھی دیتی جاتی تھی کہ:

"زمین پر گھمنڈ کی چال نہ چلو" (سورہ لقمان)

دینی مدارس کی طرف کسی کو ٹیڑھی نگاہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی جائے گی

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا سعید احمد جلالپوری، مفتی محمد جمیل خان اور دیگر علماکرام کا تقریب ختم قرآن سے خطاب

کراچی (پ ر) مدرسہ تعلیم القرآن یوسفیہ للبنات کراچی کی سالانہ تقریب ختم قرآن سے خطاب کرتے ہوئے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا سعید احمد جلالپوری، مفتی عتیق الرحمن، مفتی محمد جمیل خان، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا غلام مصطفی، حافظ سعید احمد لدھیانوی، مولانا محمد اعجاز، مولانا امان اللہ خالدی، ڈاکٹر عبدالرشید، ڈاکٹر فضل احمد، مولانا احسان اللہ ہزاروی، مولانا اقبال اللہ، مولانا نعیم امجد سلیمی، مولانا محمد اشرف کھوکھر، محمد انور رانا، حافظ امتیاز، قاری عثمان ارشد، پیر فرقان، مفتی عبدالقیوم دین پوری، سید اطہر عظیم اور حاجی شاہنواز نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس کوئی لاوارث نہیں کہ ان کی طرف کوئی ٹیڑھی نگاہ اٹھا کر دیکھے۔ یہ علماکرام کی طویل قربانیوں کا ثمرہ ہیں اور انگریز ظالم، جابر حکومت کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ ان پر ہاتھ ڈالیں تو مسلم حکمرانوں کو امریکہ کی ایما اور اشارہ پر کس طرح اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ دینی مدارس کے خلاف کارروائی کا سوچیں؟ اگر حکومت نے ایسا کوئی ارادہ کیا تو ان کا اقتدار میں رہنا مشکل ہو جائے گا۔ ان علماکرام نے کہا کہ حکومت اور لادین قوتیں جتنی زیادہ مخالفت کریں گی، اتنے ہی زیادہ مدارس قائم ہوں گے۔ آج علما دیوبند کی کوششوں سے انگلینڈ، افریقہ، امریکہ اور یورپی ممالک میں ہزاروں مدارس قائم ہو چکے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ ہوگا۔ (انشاء اللہ) تقریب میں ۷ بچیوں کو تکمیل قرآن کی سند دی گئی اور اول، دوم اور سوم آنے والیوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

اخبارِ ختمِ نبوت

امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے تبلیغی اسفار چیچہ وطنی، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور فیصل آباد

چیچہ وطنی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی زیر صدارت کی مسجد میں ساتویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ حضرت امیر مرکزیہ ۱۲ بجے چیچہ وطنی تشریف لے آئے اور حاجی محمد ایوب صاحب کے مکان پر قیام فرمایا، آپ کے ہمراہ صاحبزادہ مولانا خلیل احمد صاحب بھی تھے جبکہ بعد میں صاحبزادہ نجیب احمد صاحب بھی ملتان سے تشریف لے آئے۔ بعد از نماز عشاء کی مسجد بلاک نمبر ایک میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

کانفرنس کے بعد حضرت امیر مرکزیہ نے حاجی محمد ایوب صاحب کے مکان پر قیام فرمایا اور ۲۴/ اکتوبر صبح بعد نماز فجر ایک قافلہ کی صورت میں مدرسہ عربیہ رحیمیہ بستی سراجیہ (حافظ عبدالرشید چیمہ کی رہائش گاہ) تشریف لے گئے، جہاں مدرسہ کے طلبا کے ختم قرآن پاک کی تقریب کی صدارت فرمائی۔ صبح ۹ بجے حضرت امیر مرکزیہ چیچہ وطنی سے ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لے گئے، جہاں سے رات گوجرہ قیام فرما کر صبح فیصل آباد مفتی زین العابدین صاحب کے ہاں ختم بخاری شریف میں شرکت فرما کر خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف تشریف لے گئے۔

ساتویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی

چیچہ وطنی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے زیر اہتمام ۲۳/ اکتوبر کو ساتویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی زیر صدارت کی مسجد میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا ضیأ الدین آزاد، مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری غلام مرتضیٰ، قاری زاہد اقبال، جیش محمد کے مرکزی نائب امیر قاری شاہ منصور، حرکۃ الاسلامی کے کمانڈر قاری محمد اشرف، نامور عالم دین مولانا محمد ارشاد، جمعیت اہلحدیث کے مولانا اکرام ربانی، جمعیت علمأ اسلام کے جنرل سیکریٹری مولانا عبدالباقی، قاری عبدالباری اور حافظ حبیب اللہ چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ احتساب بیورو کے پراسیکیوٹر جنرل فاروق آدم اور چیف ایگزیکٹو معائنہ کمیشن کے ممبر محمد داؤد طاہر جیسے خطرناک قادیانیوں کو سرکاری عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنرل پرویز مشرف بھی سابق حکمرانوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام دشمن عناصر بالخصوص قادیانی گروہ کو کلیدی عہدوں پر تعینات کئے ہوئے ہیں اور یہی گروہ جنرل مشرف اور ملک کو نقصان پہنچانے میں پیش پیش ہوگا۔ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قیام ملک سے آج تک کے حالات کا جائزہ لیں تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ قادیانی گروہ نے ہمیشہ ملکی سالمیت کے خلاف اور مسلمانوں کے بنیادی عقائد کے خلاف کام کیا ہے، اگر حکمران طبقہ ملکی سالمیت چاہتا ہے تو ملک بھر کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔ جیش محمد کے مرکزی نائب امیر قاری شاہ منصور نے کہا کہ موجودہ دور میں قادیانیوں کا سب سے بڑا نشانہ جہادی تنظیمیں ہیں کیونکہ انگریز سامراج نے قادیانی فتنہ کو جہاد حرام قرار دینے کے لئے ایجاد کیا تھا، آج ضرورت ہے کہ جہادی قوتوں کو مضبوط کیا جائے تاکہ جہاد ہی کے ذریعے اس موذی فتنہ کی سرکوبی ہو سکے۔ مقررین نے ضلع ساہیوال کی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ چیچہ وطنی محلہ حیات آباد میں الحمد لمیٹڈ کارپوریشن کی آڑ میں قادیانیوں کی اسلام دشمن و ملک دشمن کارروائیوں کو بند کیا جائے اور زرعی ترقیاتی بینک چیچہ وطنی میں تعینات مشرف وسیم قادیانی کو چیچہ وطنی سے تبدیل کیا جائے کیونکہ یہ دونوں مقامات قادیانیوں کی ارتدادی اور اشتعال انگیز کارروائیوں کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔ اگر زرعی ترقیاتی بینک چیچہ وطنی سے مشرف وسیم قادیانی کو تبدیل اور الحمد لمیٹڈ کارپوریشن کی اسلام دشمن کارروائیاں بند نہ کی گئیں تو چیچہ وطنی شہر کے حالات خراب ہو سکتے ہیں، جس کی ذمہ داری مقامی و ضلعی انتظامیہ پر ہوگی۔ کانفرنس میں متعدد قراردادیں بھی منظور کی گئیں جن میں مطالبہ کیا گیا کہ:

☆ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔
☆ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عملدرآمد کرایا جائے۔ ☆ جمعہ کی چھٹی بحال کی جائے۔
☆ چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر مؤثر عملدرآمد کرایا جائے۔ ☆ ایک قرارداد کے ذریعے اسلام آباد میں "عورت اور قوانین" عنوان پر ہونے والے سیمینار میں حدود قوانین اور اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی شدید مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان کے اسلامی نظریاتی تشخص کے خلاف سرگرم این جی اوز پر پابندی لگائی جائے۔

☆☆..................☆☆

بازید خیل کے مشہور قادیانیوں کا قبول اسلام

پشاور (نمائندہ خصوصی) پشاور شہر کے قریب گاؤں بازید خیل کا مشہور قادیانی خاندان جس کا عبدالجبار ولد فضل نعیم نامی قادیانی بھی پشاور کے مرزائیے میں امام ہے، اس خاندان کے سربراہ فضل نعیم ولد غلام شریف اور عبدالغفار، فضل شاہ، ظفر اقبال، پسران فضل نعیم نے علاقہ کے علماً کرام اور مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کی موجودگی میں علاقہ کے، جنازہ کے میدان میں اعلان کیا کہ ہماری والدہ مرزائیت سے تائب ہوکر صحیح العقیدہ مسلمان تھی، والدہ نے مولانا عبدالاول صاحب مولانا گل امیر صاحب، مولانا عبدالجلیل صاحب اور دیگر اقربا کی موجودگی میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ پیروکاروں کے متعلق کہا تھا کہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ مرحومہ کے اس اعلان کے باعث آج اس کی نماز جنازہ کے موقع پر ہم بھی مرزائیت سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ پیروکاروں کو دائرہ اسلام سے خارج غیر مسلم کہتے ہوئے اسلام قبول کرتے ہیں اور والدہ کی نماز جنازہ مسلمان عالم دین کی اقتدا میں ادا کرنے اور مرحومہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں سپرد خاک کرنے کا اعلان کرتے ہیں، مرحومہ کی نماز جنازہ مولانا عبدالجلیل فاضل دارالعلوم سرحد کی اقتدا میں پڑھائی گئی۔ اس موقع پر مرحومہ کا فرزند عبدالجبار مرزائے کا امام قادیانیوں کے ایک گروہ کے ہمراہ موجود تھا جو نماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے کی غرض سے اپنے حواریوں کی معیت میں آیا ہوا تھا، مرحومہ کی وصیت اور خاندان کے قبولیت اسلام اور ان کے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے اعلان کے بعد یہ اپنی مسلمان والدہ کی نماز جنازہ میں بغیر شریک ہوئے، اپنے غیر مسلم ہمراہیوں کے ساتھ واپس نامراد چلا گیا۔ جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مسلمان بیٹے فضل احمد کی میت پر موجود ہوتے ہوئے اس میں شرکت نہیں کی اور سر ظفر اللہ قادیانی نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی کیونکہ ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے کافر تھے، اسی طرح مرحومہ کے حقیقی بیٹے نے بھی اپنی ماں کو کافر سمجھتے ہوئے اس کے لئے دعا مغفرت نہ کی کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اعلان کے مطابق اس کی والدہ زمرہ "بغایا" (بدکار کنجری) عورتوں اور کافروں میں سے تھی۔ جنازہ گاہ میں موجود افراد میں اس کی حرکت پر شدید غم و غصہ پیدا ہوا۔

قادیانیت اور اسکے ذیلی ادارے صدیق دیندار انجمن کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کا تدارک کیا جائے

مردان بازی چم (نمائندہ خصوصی) قادیانیت اور اس کی ذیلی ادارے صدیق دیندار انجمن کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کے تدارک کے سلسلہ میں جامعہ مسجد حنفیہ بازی چم میں علماً کرام اور معززین مردان کا ایک نمائندہ اجتماع حضرت شیخ الحدیث صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین صاحب پوپلزئی اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن ناظم پشاور مولانا نور الحق نور، حاجی محمد نظام خان اور محمد عنایت صاحب نے خصوصی دعوت پر شرکت فرمائی اس اجلاس میں تمام مقررین حضرات نے اس بات پر زور دیا کہ مردان میں مرزائیت، عیسائیت، پرویزیت اور چمن بشو شور کے فتنہ دیندار انجمن کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنا اور ان فتنوں کے ارتدادی ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کے ایمانوں کا تحفظ کرنا سب سے اہم اور ضروری دینی فریضہ ہے، جس کے لئے ہمیں مکمل یکجہتی اور اتحاد و اتفاق کا عملی مظاہرہ کرنا ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جو پاکستان ہی کی نہیں بلکہ بین العالمی دینی اور غیر سیاسی جماعت اور تنظیم ہے اس کے پلیٹ فارم اور اس جماعت کے دستور اور مرکزی قائدین کی زیر نگرانی تبلیغی اور اصلاحی جدوجہد کرکے تمام باطل قوتوں اور لادین عناصر کا ڈٹ کر مقابلہ کرکے مسلمانوں کے ایمانوں کا تحفظ کرنا ہوگا علماً کرام اور مسلمانوں کے مکمل اتحاد اور مشورہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست: حضرت مولانا مفتی نجم الدین صاحب مدظلہ
امیر: حضرت مولانا صوفی محمد کریم صاحب
نائب امیر: جناب مولانا مفتی محمد اسد اللہ صاحب
ناظم: حضرت مولانا محمد شاہد صاحب
ناظم تبلیغ: حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب
ناظم نشرواشاعت: حافظ محمد عباس صاحب
ناظم مالیات: سید امجد عزیز صاحب
ناظم دفتر: سید الحق صاحب

اجلاس میں علاقائی اجتماعات منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا، اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کا مطبوعہ لٹریچر تقسیم کیا گیا اور موجود علماً کرام کے حوالہ سے مختلف مساجد میں تقسیم کرنے کے لئے ان کے سپرد کیا گیا، اجلاس کا اختتام حضرت مفتی نجم الدین صاحب کی دعا پر ہوا۔

☆☆.........☆.........☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کی تبلیغی سرگرمیاں

خطیب مولانا قاری سیف اللہ خالد انتقال فرما گئے (اناللہ وانا الیہ راجعون)

۶/اکتوبر بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ سی ایم ایچ مری لے جاتے ہوئے راستے میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

مولانا قاری سیف اللہ خالد مرحوم مری کے ایک زمیندار حاجی سردار صاحب نمبردار کے یہاں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید قاری حافظ مولانا غلام محمد صاحب مرحوم جو کہ جنت البقیع میں مدفون ہیں، ان سے حفظ کیا اور تجوید بھی ان سے پڑھی۔ پھر خیر المدارس ملتان میں داخل ہوئے۔ علامہ شریف کشمیری مرحوم سے دورۂ حدیث کر کے سند فراغت حاصل کی۔ واپس آکر مری میں دین کی خدمت شروع کی۔ مری کی بڑی جامع مسجد کے خطیب نامزد ہوئے اور وہاں ایک بڑا مدرسہ قائم فرمایا جو کہ جامعہ ابوبکر صدیقؓ کے نام گرامی سے موسوم ہے۔ اس مدرسہ کا افتتاح مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ آج تک یہ ادارہ اپنے یہاں سے ہزاروں حفاظ و قراء تیار کر چکا ہے۔

حضرت مولانا قاری سیف اللہ خالد مرحوم کا بیعت کا تعلق امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے تھا۔ قاری صاحب مرحوم تمام مذہبی جماعتوں کی سرپرستی فرماتے تھے۔ بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ کچھ زیادہ ہی قلبی تعلق رکھتے تھے۔ مبلغین ختم نبوت جب بھی جاتے بہت ہی پیار و محبت سے ملتے۔ درس و بیاں کے لئے موقع دیتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مری کے سرپرست اعلیٰ تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے اکلوتے صاحبزادے مولانا قاری طارق صاحب کی راولپنڈی مری کے تمام علماء کرام نے ہزاروں افراد کی موجودگی میں دستار بندی کی اور انہیں ان کے عظیم والد مرحوم کی جگہ پر متعین کیا۔ مولانا طارق سلجھے ہوئے نوجوان عالم ہیں، علماء اور عوام ان سے ان کے والد مرحوم والی توقعات رکھتے ہیں۔ مولانا قاری سیف اللہ خالد مرحوم کو ان کے آبائی گاؤں کاہیاں میں سپرد خاک کیا گیا۔ ان کی نماز جنازہ میں تقریباً ۲۰ ہزار سے زائد افراد شریک ہوئے جو کہ ان کے ہر دلعزیز ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ مولانا مرحوم کے سوگواروں میں آپ کے اکلوتے بیٹے مولانا قاری طارق صاحب اور صاحبزادیاں اور ایک بیوہ ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ دامت برکاتہم، نائب امیر مرکزیہ، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، ناظم تبلیغ مولانا بشیر احمد، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا خدا بخش، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا نذیر احمد تونسوی اور مولانا محمد اشرف کھوکھر کے علاوہ تمام مبلغین ختم نبوت نے مولانا مرحوم کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ (آمین)

راولپنڈی میں قادیانیت کا پوسٹ مارٹم

راولپنڈی (نمائندہ خصوصی) گزشتہ جمعۃ المبارک کے روز حضرت مولانا محمود الحسن صاحب گاؤں چھنگا بھیال میں تشریف لے گئے، یاد رہے کہ چھنگا بھیال میں چند قادیانی گھرانے ہیں جو وقتاً فوقتاً اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں، جن کی سرکوبی کے لئے جناب عبدالغفور اور راجہ انجم صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کو دعوت دی تو مولانا موصوف نے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں قادیانیت کا خوب پوسٹ مارٹم کیا۔ بعد ازاں نماز عصر تک سوالات و جوابات کی نشست کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جس میں قادیانیوں کے عقائد و عزائم کے بارے میں مولانا موصوف نے سوالات کے جوابات دے کر لوگوں کو مطمئن کیا اور آخر میں جماعت کا لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔

علاوہ ازیں مولانا محمود الحسن صاحب جناب فخر الاسلام فیصل کے مدعو کرنے پر اٹک تشریف لے گئے اور جامع مسجد اٹک میں "ختم نبوت کا تاریخی تسلسل" کے عنوان پر مفصل بیان کیا۔ یاد رہے کہ واہ کینٹ، ٹیکسلا، حسن ابدال اور دیگر کئی ایک مقامات پر مختلف اجتماعات میں مولانا موصوف نے کثیر تعداد لوگوں سے خطاب کیا اور قادیانیت کے مکر و فریب کا پردہ چاک کیا۔

قرآن کریم میں غلبہ اسلام کیلئے جہاد کو فریضہ قرار دیا گیا،

دین کے اجتماعی نظام کو ٹھکرانے کی صورت میں مسلم قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی (مفتی نظام الدین شامزئی)

فیصل آباد (پ ر) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزئی نے جامعہ تحفیظ القرآن رحیمیہ اور دارالقرآن فیصل آباد میں تقریب ختم قرآن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس کے ذریعہ علوم دینیہ کی اشاعت ہوتی ہے اور جہاد کے ذریعہ اسلام کا غلبہ ہوتا ہے، اس لئے قرآن مجید کی کئی آیات کریمہ میں جہاد کو غلبہ اسلام کے لئے فریضہ قرار دیا ہے۔ اگر امت مسلمہ دین کے اجتماعی نظام کو جسود کی اور دین کو صرف عبادات تک محدود کرے گی تو کسی صورت میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج امریکہ طالبان کا اس لئے مخالف ہے کہ اس نے دین کا اجتماعی نظام قائم کر کے مسلم حکمرانوں کے لئے ایک مثالی نمونہ پیش کر دیا ہے حالانکہ وہ اپنے ملک میں نماز اور روزہ اور دیگر رسومات پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ دراصل جب تک اجتماعی نظام کے ذریعہ اسلام کی مثالی معاشرہ دنیا کے سامنے پیش نہیں ہوگا، اس وقت تک دنیا اسلام کی افادیت سے آگاہ نہیں ہوگی۔ اس لئے دینی مدارس کی ذمہ داری ہے کہ وہ عبادات اور علوم دینیہ کی ترویج کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیں اور لوگوں کو اسلام کے اجتماعی نظام کی اہمیت سے آگاہ کریں تاکہ ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ ہو۔ تقریب سے مولانا اسعد اللہ خالدی، قاری محمد یٰسین، مولانا حق نواز، مولانا محمد طیب وغیرہ نے بھی خطاب کیا۔ آخر میں فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کی دستار بندی کی گئی۔

کروڑ لعل عیسن (لیہ) کے مشہور و معروف ڈاکٹر

حاجی محمد صدیق صاحب انتقال فرماگئے (اناللہ وانا الیہ راجعون)

تحریر: مولانا محمد اشرف کھوکھر

تحصیل کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ کے مشہور و معروف اور ہر دلعزیز ڈاکٹر حاجی محمد صدیق ڈینٹل اسپیشلسٹ گزشتہ ہفتہ بقضائے الٰہی انتقال فرماگئے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم انتہائی نیک، باکردار، بااخلاق اور ہمدرد انسان تھے، ساری زندگی دکھی انسانیت کی خدمت میں بسر کی۔ اپنے معزز پیشہ کے ساتھ ساتھ تبلیغ دین میں بھی نمایاں مقام رکھتے تھے، ہر وقت حمد و ثنا میں مصروف رہناان کا معمول تھاان کے پاس ہر آنے والا شخص دین کے بارے میں کوئی نہ کوئی نصیحت و تاکید لے کر جاتا۔ کروڑ لعل عیسن کی بلدیہ کے آپ بارہا ممبر بھی رہے۔ آپ کو قیام پاکستان کے وقت پہلی "پاکستان اسکاؤٹ اسمبلی" کے ممبر ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ تمام علمائے حق سے انتہائی محبت و عقیدت رکھتے تھے اور اکثر علمائے امت کا تذکرہ خیر کرتے ہوئے آبدیدہ ہوجاتے تھے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر قول و فعل میں نمایاں تھی۔ راقم الحروف جب بھی اپنے گاؤں جاتا تو ڈاکٹر صاحب مرحوم انتہائی شفقت و محبت سے پیش آتے۔ حسب معمول تواضع کرتے اور دیر تک اکابرین ختم نبوت رحمہم اللہ کے زریں واقعات سناتے رہتے۔ راقم کے والد ماجد کے ساتھ ایک طویل عرصہ تک دوستانہ تعلقات رہے اور راقم کی تعلیم و تربیت کے بارے میں بہت اچھے مشوروں سے نوازتے رہے۔

آج کروڑ لعل عیسن ایک علمی، عملی اور پرخلوص شخصیت سے محروم ہوگیا ہے۔ تمام پسماندگان اور حلقہ احباب سوگوار ہیں۔ جناب رانا نثار احمد صاحب، بابو محمد انور صاحب، جناب عبدالحمید (کلاتھ مرچنٹ) صاحب، ڈاکٹر عالمگیر بودلہ، جناب رانا مصاحب، محمد اشرف کھوکھر اور دیگر معززین شہر نے جناب ڈاکٹر صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر شمشاد صدیقی صاحب اور دیگر پسماندگان و لواحقین سے اظہار تعزیت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر حاجی محمد صدیق صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو نہ روکا گیا تو مسلمان خود روکنے پر مجبور ہوں گے

مغربی دنیا میں سیاسی پناہ کیلئے قادیانی پاکستانی مسلمانوں کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ کررہے ہیں

ختم نبوت کانفرنس سے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی اور دیگر علمائے کرام کا خطاب

ٹنڈو آدم (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت جامع مسجد ٹنڈو آدم میں ختم نبوت کانفرنس کے ہزاروں شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا محمد سعید لدھیانوی، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا عبدالرزاق، مولانا خادم حسین شر، مولانا محمد طاہر مکی، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا محمد زاہد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا حفیظ الرحمٰن، مولانا راشد مدنی، محمد انور رانا نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گزشتہ سو سال سے قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو آئینی طریقہ سے روکنے کی کوشش کررہی ہے، لیکن قادیانی گروہ نے

ختم نبوة

غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی ترمیم ان کو منظور ہے اور حکومت بھی امریکہ اور مغرب کے دباؤ پر قادیانیوں کو آئین کے دائرہ میں رکھنے کے لئے تیار نہیں، ایسی صورت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ خود قادیانیوں اور عیسائیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے آگے، اسلام کا بند باندھ کر اسے روکے۔ آج قادیانیوں، عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر اقلیتوں نے اسلام کے خلاف متحدہ محاذ بنالیا ہے اور تمام اقلیتیں قادیانیوں کی سرپرستی کررہی ہیں اور ان کے ذریعہ پاکستان کو غیر مستحکم کررہی ہیں، جس کی اجازت دینے کا مطلب ملک کو تباہ کرنا ہے۔ آج قادیانی پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ کرکے سیاسی پناہ حاصل کررہے ہیں۔ انشاء اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت بلند ہوتی رہے گی۔ جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے قادیانیوں کے عزائم کامیاب نہیں ہوں گے۔

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی یادگار مسجد

صدیقی ٹرسٹ کی کوششوں سے کلر دین، لنک پورہ، مظفر آباد، آزاد کشمیر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں مسجد قائم کی گئی۔ جہاں نمازوں کا آغاز کردیا ہے اللہ تعالیٰ صدیقی ٹرسٹ قائم کرنے والوں اور حضرت شہیدؒ کے ان صدقات جاریہ کو قائم فرمائے اور مزید ترقیات سے نوازے۔ (آمین)

کوششوں کی حمایت کا زیادہ دخل تھا اور ہم مطمئن ہو گئے کہ علماء کرام کی کوششوں سے تفتیش صحیح رخ پر چل گئی ہے لیکن گزشتہ روز ان افراد کی رہائی اور اس سانحے سے ان کی بریت نے ایک دفعہ پھر شکوک وشبہات پیدا کر دیے ہیں کہ حکومت مولانا شہیدؒ کے قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلے میں اپنا رویہ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں اور اس تفتیش کا مطلب علماء کرام کے احتجاج کو ٹھنڈا کرنا تھا۔ اس تفتیش کے دوران مختلف اجلاسوں میں ہمارے ساتھیوں نے طریقہ تفتیش کا اشکال کیا اور ان تمام افراد کی گرفتاری پر زور دیا جن کے نام اس سلسلے میں آئے تھے۔ مگر تحقیقاتی ٹیموں نے صرف ان دونوں افراد کے بارے میں زور دیا۔ ایسا کون سا قاتل ہوگا جو خود اپنے بیان کے ذریعہ واقعہ کی نشاندہی کردے۔ ہم انشراح صدر کے ساتھ یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے کہ ان افراد کا اس سانحہ کی سازش میں مکمل طور پر حصہ ہے اور صحیح تفتیش سے ''تانابانا'' نکالا جا سکتا ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق اصل تفتیش کی روشنی میں کچھ سرکاری افسران اور کچھ پردہ نشینیوں کے نام آتے تھے' اس لیے ان افراد کو چھوڑ دیا گیا۔ ہم حکومت پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اصل قاتلوں کی گرفتاری تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اس لیے وہ ان افراد کو دوبارہ گرفتار کریں پردہ نشینیوں اور سرکاری افسروں کو گرفتار کریں تاکہ آئندہ کوئی سرکاری افسر کسی سازش میں شریک نہ ہو سکے۔ ورنہ ہم احتجاج پر مجبور ہو جائیں گے۔

مولانا فضل الرحمٰن کے قتل کی سازش۔ قابل مذمت عمل

جمیعت علمائے پاکستان کے مطابق حکومت کے کچھ افسران نے ایسی میٹنگ کی جس میں مولانا فضل الرحمٰن کو شہید کرنے کا عندیہ دیا گیا اس طرح اب بھی مولانا فضل الرحمٰن کو بار بار بتایا جا رہا ہے کہ اتنے گھنٹے خطرہ میں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر حکومت اس کے ذریعے مولانا کو خوف زدہ کرنا چاہتی ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔ علماء دیوبند کو اس طرح خوف زدہ نہیں کیا جا سکتا اور اگر حکومت کی اپنی کوئی سازش ہے تو ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مولانا فضل الرحمٰن جانثاروں کے محبوب رہنما ہیں۔ علماء دیوبند سے وابستہ ایک ایک فرد ان کا محافظ ہے۔ مولانا اعظم طارق' مولانا مسعود اظہر' مولانا ضیاء القاسمی' مولانا عطاء الرحمٰن' مولانا فضل الرحمٰن خلیل اور متعدد دیوبند سے متعلق تمام تنظیموں نے مولانا کے خلاف سازش کا نوٹس لیتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ وہ مولانا کی طرف اٹھنے والی انگلیوں کو کاٹ دیں گے۔ حکومت سازش میں ملوث اپنے ان سرکاری افسران کو لگام دے اور ان کو گرفتار کرکے تحقیقات کرے۔

قارئین ختم نبوت متوجہ ہوں!

جو احباب ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے باقاعدہ طور پر قاری ہیں، ان کے نام کچھ بقایاجات واجب الادا ہیں۔ ان سے گزارش کی جاتی ہے کہ تمام احباب کو ریمانڈر ارسال کئے جا چکے ہیں، جلد از جلد ادائیگی کر دیں اور زر تعاون ارسال کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منی آرڈر، ڈرافٹ، چیک وغیرہ بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی کے پتہ پر ارسال کریں شکریہ .... (ادارہ)

REGD. NO. SS-160

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کیلئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

کے درج ذیل منصوبوں میں تعاون فرمائیں

اندرون ملک و بیرون ملک تبلیغی مشن اور مراکز کا قیام

پوری دنیا میں معلمین کی تبلیغی سرگرمیاں اور قادیانیت کے سدباب کیلئے کوششیں

اندرونِ ملک اور بیرون ملک مدارس اور مکاتیب قرآن کا مربوط نظام،

اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت اور ردقادیانیت کے موضوعات پر مقدمات میں مسلمانوں کی پیروی

اندرون ملک و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں اور سیمیناروں کا اہتمام

ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعے تبلیغی سرگرمیاں،

چناب نگر ربوہ میں مساجد اور دار المبلغین کا قیام

انٹرنیٹ کے ذریعے قادیانیت کے پروپیگنڈوں کا جواب،

ردقادیانیت، نزولِ مسیح اور دیگر اہم موضوعات پر سینکڑوں کتابوں کی تصانیف و تقسیم،

ان تمام منصوبوں اور عقیدہ کے تحفظ اور قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو بچانے کیلئے عطیات، زکوٰۃ، صدقات فطرہ کی رقوم سے بھرپور تعاون فرمائیں

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر: 514122
اکاؤنٹ نمبر 3464 - UBL حرم گیٹ برانچ ملتان ، پنجاب بینک 310 - 7734NBL حسین آگاہی ملتان

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی فون 7780337-7780340
اکاؤنٹ نمبر 9-487 NBL نمائش برانچ - 927 ABL بنوری ٹاؤن برانچ، کراچی

ختم نبوت سینٹر 35-STOCKWELL GREEEN LONDON.SW9. 9HZ. U.K. PHONE: 0171-737-8199.